مولوی مودودی صاحب کے رسالہ "ختم نبوت"

پر

علمی تبصرہ

مصنفہ

قاضی محمد نذیر صاحب فاضل

ناظر اشاعت لٹریچر و تصنیف صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ

انڈکس علمی تبصرہ

ج

پیش لفظ

مولوی ابوالاعلیٰ صاحب مودودی نے صوبائی اور قومی اسمبلیوں کے انتخابات کے موقعہ پر جماعت احمدیہ کے خلاف اپنا رسالہ "ختم نبوت" ہزاروں کی تعداد میں شائع کروا کر جماعت احمدیہ پر منکر ختم نبوت ہونے کا جھوٹا الزام لگایا ہے اور مسلمانوں میں نفرت پھیلانے کی کوشش کی ہے۔ ہم اس رسالہ پر علمی تبصرہ الیکشن گزر جانے کے بعد شائع کر رہے ہیں تا اس کی مذہبی حیثیت میں کسی سیاسی غرض کا شائبہ نہ پایا جائے۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے الفاظ میں ہمارا عقیدہ یہ ہے:-

(ا) "ہم اس بات پر سچا ایمان رکھتے ہیں جو فرمایا ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین" (ایک غلطی کا ازالہ مطبوعہ سنہ ۱۹۰۱ء)

(ب) "ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں سوائے اس کے جو آپ کے نور سے منور ہو اور اس کا ظہور آپ کے ظہور کا ظل ہو" (الاستفتاء ص ۲۲ سنہ ۱۹۰۷ء)

جمہور علمائے امت بھی مسیح موعود کو بموجب حدیث نبوی امتی نبی تسلیم کرتے چلے آئے ہیں۔ اور ایک گروہ مسلمانوں کا مسیح کے نزول کی حدیثوں سے امام مہدی کا مثیل عیسیٰ ہونا مانتا چلا آیا ہے۔ (اقتباس الانوار صفحہ ۵۲)

جماعت احمدیہ بھی اس سچائی پر قائم ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرآن مجید کی آیات بینات کی رو سے وفات پا چکے ہیں اور نزول مسیح سے ان کے مثیل کی آمد مراد ہے۔

عالی مرتبت علامہ محمود الشلتوت جو ازہر کی دینی یونیورسٹی کے ریکٹر ہیں لکھتے ہیں:-

"قرآن کریم اور صحیح و مستند احادیث میں ہمیں ہرگز کوئی ثبوت نہیں ملتا جس پر ہم اس عقیدے کی بنیاد رکھ سکیں کہ عیسیٰ علیہ السلام مادی جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھائے گئے اور وہ اب تک بقید حیات موجود ہیں اور اس وقت تک زندہ رہیں گے جب تک وہ آخری زمانہ میں زمین پر نہ آجائیں" [1]

(مجلۃ الازہر فروری سنہ ۱۹۶۰ء)

---

[1] اس مضمون کا مکمل متن اور ترجمہ "رفع عیسیٰ علیہ السلام" کے نام سے ہمارے دفتر سے مفت مل سکتا ہے۔

علامہ محمود الشلتوت سے پہلے مفتی دیار مصریہ علامہ رشید رضا مرحوم فرما چکے ہیں :-

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہندوستان میں ہجرت کر کے وہاں وفات پا جانا عقل و نقل کے خلاف نہیں" (رسالہ المنار جلد ۵ صفحہ ۹۰۰ و ۹۰۱)

علامہ اقبال فرماتے ہیں :-

"احمدیوں کا عقیدہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک فانی انسان کی طرح وفات پا چکے ہیں اور ان کی دوبارہ آمد کا مطلب یہ ہے کہ روحانی لحاظ سے ان کا مثیل آئے گا کسی حد تک معقولیت کا پہلو لئے ہوئے ہے"

(آزاد ۱۶ اپریل ۱۹۵۱ء تحریک احمدیت و ختم نبوت)

مودودی صاحب کو دعوت

مودودی صاحب اپنے رسالہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مادی جسم کے ساتھ آسمان سے اُترنے کی امید دلاتے ہیں۔ آسمان سے مادی جسم کے ساتھ اُترنا تبھی ممکن ہے کہ پہلے ان کا مادی جسم کے ساتھ آسمان پر جانا ثابت ہو اور وہ آسمان پر بقید حیات ہوں۔ لہٰذا ہم مودودی صاحب کو حیات و وفات مسیح علیہ السلام کے مسئلہ پر تحریری مباحثہ کی **دعوت** دیتے ہیں گو ہمیں امید نہیں کہ مودودی صاحب اس کے لئے تیار ہوں کیونکہ وہ صاف کہہ چکے ہیں :-

"حیات مسیح اور رفع الی السماء قطعی طور پر ثابت نہیں۔ قرآن کی مختلف آیات سے یقین پیدا نہیں ہوتا" (تقریر لاہور ۲۸ مارچ ۱۹۵۱ء)

جب مودودی صاحب کو ان کے مادی جسم کے ساتھ آسمان پر جانے کا یقین ہی پیدا نہیں ہوا تو وہ ان کے آسمان سے مادی جسم کے ساتھ اُتر آنے کا یقین کیسے دلاتے ہیں؟

اگر مودودی صاحب اس فیصلہ کے لئے آمادہ نہ ہوئے تو صاف ظاہر ہے کہ ان کا رسالہ محض سیاسی نوعیت کا حامل تھا۔ ان کا مقصد احمدیوں کو قائل کرنا نہ تھا بلکہ جماعت احمدیہ کے خلاف محض فتنہ پردازی تھی۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سید ابو الاعلیٰ مودودی صاحب کے رسالہ ختم نبوت پر

علمی تبصرہ

اور

ان سے چند سوالات

مولوی ابو الاعلیٰ مودودی صاحب نے حال ہی میں جو رسالہ ختم نبوت کے عنوان سے تحریر کیا ہے اس میں لوگوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے اصالتاً آنے کی طمع خام دلا کر انہیں مسلوب النبوۃ قرار دیا ہے تا وہ آیت خاتم النبیین کے اپنے مزعوم معنے محض "آخری نبی" قرار دے سکیں حالانکہ تمام علمائے امت مسیح موعود کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تابع نبی یقین کرتے چلے آئے ہیں اور اس طرح وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو آخری شارع اور آخری مستقل نبی یقین کرتے رہے ہیں جماعت احمدیہ بھی ان معنوں میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی یقین کرتی ہے مگر مودودی صاحب اپنے مزعوم معنے کے پیش نظر محض فتنہ انگیزی کے لئے جماعت احمدیہ کو منکرِ ختم نبوت قرار دے کر کافر ٹھہراتے ہیں حالانکہ ان کے مزعوم معنی

کو اگر درست سمجھ لیا جائے تو وہ تمام علمائے امت منکرین ختم نبوت قرار پاتے ہیں جو حضرت عیسیٰ نبی اللہ کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد مسلوب النبوۃ ہو کر آنے کے عقیدہ کو درست نہیں سمجھتے بلکہ کفر سمجھتے ہیں۔

مولوی مودودی صاحب کا یہ مضمون تعلیم یافتہ اور روشن خیال مسلمانوں اور علامہ اقبال کے مکتب خیال کے حامیوں کے لئے سخت قابل تعجب ہوگا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وفات یافتہ مانتے ہیں اور ان کے آسمان سے اصالتًا آنے کے قائل نہیں۔

جماعت احمدیہ کے علماء کو آیت خاتم النبیین کے ان معنوں سے علمائے امت کے ساتھ اصولی اتفاق ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آخری شارع اور آخری مستقل نبی ہیں اور یہ کہ مسیح موعود ایک پہلو سے امتی ہے اور ایک پہلو سے نبی۔ اگر جماعت احمدیہ کو ان علماء سے کوئی اختلاف ہے تو صرف مسیح موعود کی شخصیت کی تعیین میں اختلاف ہے کہ آنے والا مسیح موعود اصالتًا حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں یا اس سے مراد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت کا ایک فرد ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مثیل اور ان کے رنگ میں رنگین ہو کر آنے والا تھا۔ یہ اختلاف ختم نبوت کے معنوں میں نہیں محض موعود امتی نبی کی تعیین میں ہے۔ علمائے امت کو یہ بھی مسلم ہے کہ پیشگوئیوں کی پوری حقیقت اکثر ان کے پورا ہونے پر کھلتی ہے اور قبل از ظہور پیشگوئی اس پر کسی خاص معنوں

پر اتفاق بھی ہو تو اسے اجماع امت قرار نہیں دیا جا سکتا۔

مولوی مودودی صاحب آیت خاتم النبیین کی تفسیر میں قرآن شریف سے ایک بھی آیت پیش نہیں کر سکے۔ حالانکہ ایسے جدید وصف کی تفسیر جس سے پہلے مخلوق ناآشنا تھی خود خدا تعالےٰ کو کرنی چاہیئے۔ مگر مولوی صاحب کو اپنے معنی کی تائید میں قرآن شریف سے ایک آیت بھی نہیں ملی۔ لیکن اس کے باوجود وہ چند احادیث کے غلط معنی لے کر اپنے رسالہ میں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ آیت خاتم النبیین اور احادیث نبویہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا کلی انقطاع ثابت ہے۔ اپنے اس خیال پر وہ ایسے نازاں ہیں کہ گویا وہ خدا تعالیٰ کو اپنے ان معنوں کا قائل کر سکتے ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:۔

"اب اگر بفرض محال نبوت کا دروازہ واقعی کھلا بھی ہو اور کوئی نبی آ بھی جائے تو ہم بے خوف و خطر اس کا انکار کر دیں گے۔ خطرہ ہو سکتا ہے تو اللہ تعالےٰ کی باز پرس کا ہی تو ہو سکتا ہے۔ وہ قیامت کے روز ہم سے پوچھے گا تو ہم سارا ریکارڈ برسر عدالت لا کر رکھ دیں گے جس سے ثابت ہو جائے گا کہ معاذ اللہ اس کفر کے خطرے میں تو اللہ تعالےٰ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت نے ہی ہمیں ڈالا تھا۔ ہمیں قطعاً کوئی اندیشہ نہیں کہ اللہ تعالےٰ ہمیں کسی نئے نبی پر ایمان نہ لانے کی سزا دے ڈالیگا"

(ختم نبوت صفحہ ۳۲)

مولوی مودودی صاحب کی یہ کیسی جسارت ہے کہ خدا تعالیٰ امت محمدیہ میں نبی بھیجے تو وہ اس کا انکار کر کے یہ امید رکھتے ہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کی کتاب اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سنّت پر الزام دے کر خدا تعالیٰ کو اُن کے مؤاخذہ سے عاجز کر دیں گے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۔

گر تو قرآں بریں نمط خوانی ۔ ببری رونقِ مسلمانی

یہودیوں کا ریکارڈ

اگر اس قسم کا عذر خدا تعالیٰ کے حضور درست ہو اور ایسے لنگ عذرات پر انسان خدا کو مؤاخذہ سے عاجز کر سکتا ہو تو یہودی بھی بعینہٖ خدا تعالیٰ کے حضور اس قسم کا ریکارڈ اپنی بریّت کے لئے پیش کر سکتے ہیں اور وہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے تمہارے بھیجے ہوئے یسوع مسیح کو اس لئے قبول نہیں کیا تھا کہ ہماری مسلمہ کتاب سلاطین میں لکھا تھا کہ ایلیا نبی بگولے میں ہو کر زندہ آسمان پر چلا گیا ہے (۲ سلاطین باب ۲ آیت ۱۲) اور ملاکی نبی کی کتاب میں مسیح کے ظہور سے پہلے ایلیاہ کا آنا ضروری قرار دیا گیا ہے (ملاکی باب ۴ آیت ۵) ہم نے یسوع کی اس تاویل کو کہ ایلیاہ کی دوبارہ آمد سے یوحنا (یحییٰ علیہ السلام) کا ایلیاہ کے مثیل کے طور پر آنا مراد ہے قبول نہیں کیا تھا کیونکہ ہماری کتابوں میں صریح طور پر ایلیاہ کے آسمان پر جانے اور موعود مسیح سے پہلے دوبارہ آنے کی پیشگوئی موجود تھی۔ نیز پیشگوئیوں میں یہ بھی لکھا تھا کہ خداوند خدا مسیح کو اس کے باپ داؤد کا تخت دے گا مگر یسوع کہتا

تھا کہ میری بادشاہت اس دنیا کی نہیں بلکہ آسمانی ہے۔ ہمیں تو گمراہی میں تمہاری اور تمہارے نبیوں کی پیشگوئیوں نے ڈالا ہے۔ اب تمہیں ہمارے مسیح کا انکار کرنے پر مواخذہ کا کوئی حق نہیں۔

سوال ۲ کیا مودودی صاحب بتا سکتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے سامنے ایسا ریکارڈ پیش کرنے پر یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مسیحیت و نبوت کا انکار کرکے مواخذہ الٰہی سے بری ہو سکتے ہیں؟ اگر نہیں تو پھر وہ اپنا مزعومہ ریکارڈ پیش کرکے اور آیت خاتم النبیین کے قرآن مجید اور بعض احادیث نبویہ کے خلاف معنی کرکے کس طرح مواخذہ سے بری ہو سکتے ہیں۔ ان کا یہ مزعومہ ریکارڈ ہرگز ان کی تائید نہیں کرے گا۔ بلکہ خدا تعالیٰ انہیں قرآنی آیات اور احادیث نبویہ پیش کرکے ملزم کر دے گا کیونکہ قرآن مجید کی روشنی میں صرف تشریعی نبوت اور مستقلہ نبوت کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ انقطاع ہوا ہے نہ کہ امتی نبوت کا۔ امتی نبوت کے امکان کے ثبوت میں قرآن مجید اور احادیث کی کئی نصوص موجود ہیں جب اللہ تعالیٰ ان آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ کا ریکارڈ ان کے سامنے رکھ دے گا تو معلوم نہیں اس وقت مولوی ابوالاعلیٰ صاحب مودودی کا خدا کے حضور کیا جواب ہوگا۔ یہ جواب ہم ان سے اب سننا چاہتے ہیں وہ ذیل کے ریکارڈ کو مدنظر رکھ کر اپنا جواب دیں۔

جوابی ریکارڈ (۱) اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:-

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝ (سورہ نساء رکوع ۹)

یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسُول (محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کریں پس وہ ان کے ساتھ شامل ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے یعنی نبی صدیق شہید اور صالح اور یہ ان کے اچھے ساتھی ہیں۔

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے ایک انسان صالحیت کے مقام سے ترقی کر کے نبوت کے مقام تک پہنچ سکتا ہے اگر آیت کے یہ معنی کئے جائیں کہ خدا تعالیٰ اور رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے والے صرف ظاہری طور پر نبیوں کے ساتھ ہوں گے نبی نہیں ہونگے تو یہی تشریح دوسرے تین مدارج کے بارے میں بھی کرنا پڑے گی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پیرو صرف بظاہر صدیقوں، شہیدوں اور صالحین کے ساتھ ہوں گے خود صدیق، شہید اور صالح نہیں ہوں گے۔ یہ تشریح صحیح نہیں کیونکہ یہ معنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شانِ بزرگ کے صریح منافی ہیں کہ ان کی پیروی سے کوئی شخص صدیق شہید اور صالح بھی نہیں ہو سکتا بلکہ صرف ظاہری طور پر ان کے ساتھ ہوگا حالانکہ امتِ محمدیہ کے اطاعت کرنے والوں کا اس دُنیا میں زمانی اور مکانی طور پر پہلے انعام یافتہ لوگوں کے ساتھ ہونا امرِ محال

ہے اور آیت فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ جملہ اسمیہ ہے جو استمرار پر دلالت کرتا ہے یعنی اس دنیا میں ان کے ساتھ ہونا بھی ثابت کرتا ہے پس اس دنیا میں ساتھ ہونے میں مرتبہ پانا ہی مراد ہو سکتا ہے۔

امام راغبؒ کی تفسیر

ہمارے انہی معنوں کی تائید امام راغب علیہ الرحمۃ کی تفسیر سے بھی ہوتی ہے تفسیر بحر المحیط میں لکھا ہے۔

وَالظَّاهِرُ اَنَّ قَوْلَهٗ مِنَ النَّبِیّٖنَ تَفْسِیْرٌ لِلَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ فَکَاَنَّهٗ قِیْلَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ مِنْکُمْ اَلْحَقَهُ اللّٰهُ بِالَّذِیْنَ تَقَدَّمَهُمْ مِمَّنْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ قَالَ الرَّاغِبُ مِمَّنْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِنَ الْفِرَقِ الْاَرْبَعِ فِی الْمَنْزِلَةِ وَالثَّوَابِ النَّبِیَّ بِالنَّبِیِّ وَالصِّدِّیْقَ بِالصِّدِّیْقِ وَالشَّهِیْدَ بِالشَّهِیْدِ وَالصَّالِحَ بِالصَّالِحِ۔

(تفسیر بحر المحیط جلد ۳ صفحہ ۲۸۷ مطبوعہ مصر)

ترجمہ:۔ یہ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قول "من النبیین" "الذین انعم اللہ علیھم" کی تفسیر ہے۔ گویا یہ کہا گیا ہے کہ جو تم میں سے اللہ اور رسول کی اطاعت کریگا اللہ تعالیٰ اسے ان انعام یافتہ لوگوں سے ملا دیگا جو ان سے پہلے گذر چکے ہیں۔ راغب نے کہا ہے یعنی ان چار گروہوں کے ساتھ درجہ اور ثواب میں شامل کر دیگا جن پر اس نے انعام کیا ہے۔

اس طرح کہ جو تم سے نبی ہوگا اس کو نبی کے ساتھ ملا دے گا اور جو صدیق ہوگا اسے صدیق کے ساتھ ملا دے گا اور شہید کو شہید کے ساتھ ملا دیگا اور صالح کو صالح کے ساتھ ملا دے گا۔

اس عبارت میں امام راغب علیہ الرحمۃ نے اَلنَّبِیِّ بِالنَّبِیِّ کہہ کر ظاہر کر دیا ہے کہ اس امت کا نبی گذشتہ انبیاء کے ساتھ شامل ہو جائے گا جس طرح اس امت کے صدیق گذشتہ صدیقوں اور اس امت کے شہید گذشتہ شہیدوں اور اس امت کے صالح گذشتہ صالحین کے ساتھ شامل ہوں گے۔ گویا ان کی تفسیر کے مطابق امت محمدیہ کے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔ ورنہ وہ کونسے نبی ہوں گے جو امام راغب علیہ الرحمۃ کی اس تفسیر کے مطابق انبیاء کی صف میں شامل ہوں گے؟

سوال ۲ اب ہمارا سوال ہے کہ قرآن کریم کی اس آیت اور امام راغب علیہ الرحمۃ کی اس تفسیر کی موجودگی میں آپ کس طرح آیت خاتم النبیین کے معنی مطلق آخری نبی لے سکتے ہیں۔ اس بیان کی روشنی میں تو امتی نبی کی آمد کا امکان روز روشن کی طرح ثابت ہے۔ اب مودودی صاحب بتائیں کہ کیا خدا تعالےٰ قیامت کے دن ان کے رسالہ ختم نبوت کا ریکارڈ پیش کرنے پر انہیں اس آیت کے رُو سے ملزم نہیں ٹھہرا سکے گا؟

(۲) ایک اور آیت میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

يَا بَنِيْ آدَمَ إِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ آيَاتِيْ فَمَنِ اتَّقَىٰ وَ أَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ (اعراف رکوع ۴)

یعنی اے بنی آدم! جب کبھی آئندہ تم میں سے تمہارے پاس رسول آئیں گے جو تم پر میری آیات بیان کریں تو جو لوگ تقویٰ اختیار کر کے اپنی اصلاح کریں گے ان پر کوئی خوف اور غم نہیں ہوگا۔

اس آیت کے سیاق میں خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے بنی نوع انسان کو قُلْ کہہ کر کئی ہدایات دلائی ہیں اور اسی سلسلہ میں تمام نوع انسانی کو خطاب کر کے فرمایا ہے کہ آئندہ جب بھی تم میں سے رسول تمہارے پاس آئیں تو تقویٰ اختیار کر کے اصلاح کرنے والے ہی کامیاب ہوں گے۔

اس سے ایک پہلی آیت میں ہے یَا بَنِیْ آدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ. کہ اے بنی آدم ہر مسجد کے قریب زینت اختیار کرو۔ عرب کے لوگ خانہ کعبہ کا ننگے بدن طواف کرتے تھے اس لئے یہ آیت نازل ہوئی۔

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ اس کی تفسیر فرماتے ہیں:۔

فَإِنَّهُ خِطَابٌ لِأَهْلِ ذٰلِكَ الزَّمَانِ وَ لِكُلِّ مَنْ بَعْدَهُمْ (تفسیر اتقان جلد ۲ صفحہ ۳۶ مصری)

یعنی بنی آدم کے الفاظ سے یہ خطاب اسی زمانہ اور بعد کے

لوگوں سے ہے۔

پس زیر بحث آیت میں بھی بنی آدم کے الفاظ میں تمام بنی نوع انسان کو خطاب کرکے ان میں رسولوں کے بھیجے جانے کی پیشگوئی اور انہیں قبول کرنے کی ہدایت دی گئی ہے۔

علامہ بیضاوی اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں :-

اِتْیَانُ الرُّسُلِ اَمْرٌ جَائِزٌ غَیْرُ وَاجِبٍ

(تفسیر بیضاوی مجتبائی جلد ۲ ص۱۵۴)

کہ رسولوں کا آنا جائز یعنی ممکن ہے واجب یعنی ضروری نہیں"

پس جب اس آیت سے بھی امکان الرسل ثابت ہے **تو کیا خدا تعالیٰ مودودی صاحب کو اپنا ریکارڈ پیش کرنے پر اس آیت سے ملزم نہیں کرسکے گا ؟**

اس سلسلہ میں اور بھی بہت سی آیات پیش کی جاسکتی ہیں مگر اس مختصر مضمون میں صرف ان دو آیتوں کا پیش کرنا کافی ہے۔

(۳) حدیث نبوی میں آیا ہے :-

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا مَاتَ اِبْرَاھِیْمُ ابْنُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ قَالَ اِنَّ لَہٗ مُرْضِعًا فِی الْجَنَّۃِ

وَلَوْ عَاشَ لَكَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا (ابن ماجہ جلد ا کتاب الجنائز صفحہ ۲۳۷ مصری)

یعنی حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب ابراہیم فرزند رسول ﷺ فوت ہوئے

تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ پڑھی اور فرمایا کہ جنت میں اس

کے لئے ایک دودھ پلانے والی ہے اور فرمایا کہ اگر وہ زندہ

رہتا تو ضرور صدیق نبی ہوتا"

یہ حدیث ابن ماجہ میں ہے جو صحاح ستہ میں سے ہے اور یہ تین مختلف طرق سے مروی ہے۔ شہاب علی البیضاوی جلد ۷ صفحہ ۱۷۵ پر اس حدیث کے متعلق لکھا ہے:-

اَمَّا صِحَّةُ الْحَدِيْثِ فَلَا شُبْهَةَ فِيْهِ لِاَنَّهٗ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَغَيْرُهٗ یعنی حدیث کی صحت میں کوئی شبہ نہیں کیونکہ ابن ماجہ وغیرہ نے اس کو روایت کیا ہے۔

حضرت امام علی القاری نے جو فقہ حنفیہ کے ایک زبردست امام ہیں اس حدیث سے امکان نبوت پر استدلال کیا ہے اور لکھا ہے:-

لَوْ عَاشَ اِبْرَاهِيْمُ وَصَارَ نَبِيًّا وَكَذَا لَوْ صَارَ عُمَرُ نَبِيًّا لَكَانَا مِنْ اَتْبَاعِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

یعنی اگر ابراہیمؑ زندہ رہتے اور نبی ہو جاتے اور اسی طرح اگر حضرت عمرؓ نبی ہو جاتے تو یہ دونو آپؐ کے متبعین ہی رہتے۔

(موضوعات کبیر صفحہ ۵۸)

پھر یہ بتانے کے لئے کہ ان کا نبی ہو جانا آیت خاتم النبیین کے خلاف نہ ہوتا۔ فرماتے ہیں۔

فَلَا یُنَاقِضُ قَوْلَهٗ تَعَالٰی خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ اِذِ الْمَعْنٰی اَنَّهٗ لَا یَاْتِیْ بَعْدَهٗ نَبِیٌّ یَنْسَخُ مِلَّتَهٗ وَلَمْ یَکُنْ مِنْ اُمَّتِهٖ (موضوعات کبیر صفحہ ۵۹)

یعنی ان کا نبی ہو جانا خدا تعالیٰ کے قول خاتم النبیین کے خلاف نہ ہوتا کیونکہ خاتم النبیین کے یہ معنی ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسا نبی نہیں آسکتا جو آپ کی شریعت کو منسوخ کرے اور آپ کی امت میں سے نہ ہو۔

صاحبزادہ ابراہیم فرزند رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ۹ھ میں ہوئی اور آیت خاتم النبیین ۵ھ میں نازل ہو چکی تھی۔ گویا خاتم النبیین کی آیت کے نزول کے قریباً پانچ سال بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اگر میرا بیٹا ابراہیم زندہ رہتا تو ضرور نبی ہوتا۔ اس سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک اس کا نبی نہ بننا اس کی موت کی وجہ سے ہے نہ کہ آیت خاتم النبیین کے نزول کی وجہ سے۔ اگر آپ کے بعد آپ کے تابع نبی ہونے میں آیت خاتم النبیین روک ہوتی تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم یہ کبھی نہ فرماتے کہ ابراہیم زندہ رہتا تو ضرور نبی ہوتا بلکہ یہ فرماتے کہ اگر ابراہیم

زندہ بھی رہتا تو نبی نہ ہو سکتا تھا کیونکہ اس میں آیت خاتم النبیین روک ہے۔

امام علی القاری علیہ الرحمۃ نے اس حدیث کی تشریح میں خاتم النبیین کے معنوں کی دو شرطوں کے ساتھ تعیین کر دی ہے۔ اوّل یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا جو آپ کی شریعت کو منسوخ کرے۔ دوم یہ کہ آپ کے بعد کوئی ایسا نبی بھی نہیں آسکتا جو آپ کی اُمت سے باہر ہو۔ گویا امام علی القاری علیہ الرحمۃ کے نزدیک آیت خاتم النبیین صرف غیر مسلموں میں سے کسی کے نبی بن جانے کو روکتی ہے نہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے اُمتِ محمدیہ میں سے کسی کے نبی ہو جانے کو۔

حدیث لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ کی تشریح میں حضرت امام علی القاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :-

حَدِیْثُ لَا وَحْیَ بَعْدَ مَوْتِیْ بَاطِلٌ لَا اَصْلَ لَہٗ نَعَمْ وَرَدَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ مَعْنَاہُ عِنْدَ الْعُلَمَاءِ لَا یَحْدُثُ بَعْدَہٗ نَبِیٌّ بِشَرْعٍ یَنْسَخُ شَرْعَہٗ۔

(الاشاعۃ فی اشراط الساعۃ صفحہ ۲۲۶ نیز الخرب الوردی فی مذہب المہدی مطبوعہ مطبع حافظ عبدالرحمٰن ماتحت لاہور صفحہ ۲۴)

ترجمہ:- یہ بات کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی وحی نہیں باطل ہے۔ اس کی کوئی اصلیت نہیں۔ ہاں حدیث میں لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ کے

الفاظ آئے ہیں۔ معنی اس کے علماء کے نزدیک یہ ہیں کہ آئندہ کوئی
ایسا نبی پیدا نہیں ہوگا جو ایسی شریعت لائے جو آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کی شریعت کو منسوخ کرتی ہو۔

(۴) ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَبُوْبَکْرٍ اَفْضَلُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ نَبِیٌّ

(کنوز الحقائق فی حدیث خیر الخلائق)

کہ حضرت ابوبکرؓ اس امت میں سب سے افضل ہیں سوائے اس
کے کہ آئندہ کوئی نبی (امت میں) ہوجائے تو اس سے افضل نہیں ہونگے

(۵) ایک تیسری حدیث میں وارد ہے :۔

اَبُوْبَکْرٍ خَیْرُ النَّاسِ بَعْدِیْ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ نَبِیٌّ

(کنز العمال جلد ۹ صفحہ ۱۳۸ و طبرانی و ابن عدی فی الکامل
بحوالہ جامع الصغیر للسیوطی صفحہ ۵)

کہ حضرت ابوبکر میرے بعد سب انسانوں سے بہتر ہیں بجز اس
کے کہ آئندہ کوئی نبی ہو۔

ان دونوں حدیثوں میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اِلَّا اَنْ
یَّکُوْنَ نَبِیٌّ کے الفاظ استعمال فرما کر نبی ہونے کا امکان قرار دیا ہے ورنہ
آپ یہ الفاظ کبھی استعمال نہ فرماتے جن سے امت میں امکان نبی ثابت ہوتا ہے

ان دونوں آیتوں اور تینوں حدیثوں نے انقطاعِ نبوت کے متعلق مودودی صاحب کی پیش کردہ آیت خاتم النبیین اور احادیث کی تشریح کر دی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شارع اور مستقل نبی نہیں آسکتا۔ ہاں امتی نبی آسکتا ہے۔

اب مودودی صاحب ان آیات اور احادیث کے پیشِ نظر اپنی پوزیشن پر غور فرمائیں کہ وہ خدا کے بھیجے ہوئے امتی نبی کا انکار کر کے کس طرح اپنے رسالہ ختم نبوت کے ریکارڈ کو بر سرِ عدالت خدا تعالےٰ کے حضور پیش کرنے کی جرأت کر سکیں گے۔ اور اگر وہ یہ جرأت کریں تو

کیا خدا تعالےٰ انہیں آیات و احادیث مندرجہ بالا کے رو سے ملزم نہیں کرسکے گا؟

بزرگانِ دین کے اقوال سے مودودی صاحب کی پیشکردہ احادیث کی تشریح

مولوی ابوالاعلےٰ صاحب کے پیش کردہ ریکارڈ کی تشریح کی خامی ثابت کرنے کے لئے ہم بعض مسلّم بزرگانِ دین کے اقوال بھی اس جگہ درج کر دینا ضروری سمجھتے ہیں۔

سب سے پہلا قول ہم ام المومنین حضرت عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ عنہا

نصف الدین رضی اللہ عنہا کا پیش کرتے ہیں۔ آپ فرماتی ہیں :-

قُوْلُوْا اِنَّهٗ خَاتَمُ الْاَنْبِيَاءِ وَلَا تَقُوْلُوْا لَا نَبِيَّ بَعْدَهٗ (تکملہ مجمع البحار صفحہ ۸۵)

یعنی لوگو یہ تو کہو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں مگر یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

اس سے ظاہر ہے کہ امّ المومنینؓ خاتم النبیین کے معنی محض آخری نبی جو مودودی صاحب کے مدنظر ہیں درست نہیں سمجھتیں بلکہ ان معنی کو اختیار کرنے اور فروغ دینے سے ساری امت کو منع فرماتی ہیں۔

سوال ۳ ہمارا اس پر یہ سوال ہے کہ کیا مودودی صاحب امّ المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھی منکرین ختم نبوت کی صف میں سمجھتے ہیں؟ اگر مودودی صاحب کے نزدیک وہ منکر ختم نبوت ہیں تو ہمیں انکی طرح ختم نبوت کا منکر قرار دیا جانا کوئی ...

امام محمد طاہرؒ اس قول کی شرح میں لکھتے ہیں۔ یہ آنحضرتؐ کی حدیث لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ کے خلاف نہیں لِاَنَّهٗ اَرَادَ لَا نَبِيَّ يَنْسَخُ شَرْعَهٗ یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ تھی کہ کوئی ایسا نبی نہیں ہوگا جو آپ کی شرع کو منسوخ کرے۔ (تکملہ مجمع البحار صفحہ ۸۵)

(۴) ہم امام علی القاری علیہ الرحمۃ کا قول قبل از یں خاتم النبیین کے معنی کی

تعیین میں پیش کر چکے ہیں جو انہوں نے ایک حدیث نبوی کی تشریح میں بیان کیا ہے کہ خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا جو آپ کی شریعت کو منسوخ کرے اور آپ کی امت میں سے نہ ہو۔ گویا ان کے نزدیک خاتم النبیین کی آیت کی موجودگی میں غیر مسلموں میں کوئی نبی ظاہر نہیں ہو سکتا۔ صرف آپ کی امت میں نبی ہونے میں آیت خاتم النبیین روک نہیں۔

(۳) سرتاج صوفیا حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن العربی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں:۔

"اِنَّ النُّبُوَّةَ الَّتِیْ انْقَطَعَتْ بِوُجُوْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّے اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا ھِیَ نُبُوَّۃُ التَّشْرِیْعِ لَا مَقَامُھَا فَلَا شَرْعَ یَکُوْنُ نَاسِخًا لِشَرْعِہٖ صَلَّے اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَا یَزِیْدُ فِیْ شَرْعِہٖ حُکْمًا اٰخَرَ وَھٰذَا مَعْنٰی قَوْلِہٖ صَلَّے اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الرِّسَالَۃَ وَالنُّبُوَّۃَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِیْ وَلَا نَبِیَّ اَیْ لَا نَبِیَّ یَکُوْنُ عَلٰی شَرْعٍ یُخَالِفُ شَرْعِیْ بَلْ اِذَا کَانَ یَکُوْنُ تَحْتَ حُکْمِ شَرِیْعَتِیْ"

(فتوحات مکیہ جلد ۲ صفحہ ۳)

ترجمہ:- وہ نبوت جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے آنے سے منقطع ہوئی ہے وہ صرف تشریعی نبوت ہے نہ کہ مقامِ نبوت۔ پس اب کوئی شرع نہ ہوگی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شرع کی ناسخ ہو اور نہ آپ کی شرع میں کوئی حکم بڑھانے والی شرع ہوگی اور یہی معنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے ہیں کہ اِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِیْ وَلَا نَبِیَّ یعنے مراد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی (اس قول سے) یہ ہے کہ اب ایسا کوئی نبی نہیں ہوگا جو میری شریعت کے مخالف شریعت پر ہو بلکہ جب کبھی کوئی نبی ہوگا تو وہ میری شریعت کے حکم کے ماتحت ہوگا۔

پھر فرماتے ہیں:-

(ب) فَمَا ارْتَفَعَتِ النُّبُوَّةُ بِالْكُلِّيَّةِ لِهٰذَا قُلْنَا اِنَّمَا ارْتَفَعَتْ نُبُوَّةُ التَّشْرِيْعِ فَهٰذَا مَعْنٰى لَا نَبِيَّ بَعْدَهٗ (فتوحاتِ مکیہ جلد ۲ صفحہ ۹۴)

ترجمہ:- پس نبوت کلی طور پر نہیں اٹھی۔ اسی لئے ہم نے کہا ہے کہ صرف تشریعی نبوت اٹھی ہے اور یہی معنی حدیث لا

نبی بعدی کے ہیں۔

خاتم النبیین کے معنی بھی ان کے نزدیک آخری شارع نبی ہیں چنانچہ وہ فرماتے ہیں :-

(ج) وَمِنْ جُمْلَةِ مَا فِيهَا تَنْزِيلُ الشَّرَائِعِ فَخَتَمَ اللّٰهُ هٰذَا التَّنْزِيلَ بِشَرْعِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ خَاتَمَ النَّبِيِّينَ۔

(فتوحات مکیہ جلد ۲ صفحہ ۵۵ - ۵۶)

یعنی آغاز و انجام والی اشیاء میں سے شریعتوں کا نازل کرنا بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے شریعت کے اتارنے کو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی شرع سے ختم کر دیا ہے پس آپ خاتم النبیین ہیں۔

پھر شیخ اکبر علیہ الرحمۃ نبوت مطلقہ کو جاری قرار دینے کے لئے لکھتے ہیں :-

(د) فَإِنَّ النُّبُوَّةَ سَارِيَةٌ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فِي الْخَلْقِ وَإِنْ كَانَ التَّشْرِيعُ قَدِ انْقَطَعَ فَالتَّشْرِيعُ جُزْءٌ مِنْ أَجْزَاءِ النُّبُوَّةِ۔

(فتوحات مکیہ جلد ۲ صفحہ ۹۰)

ترجمہ :- بے شک نبوت قیامت کے دن تک مخلوق میں جاری ہے اگرچہ نئی شریعت کا لانا منقطع ہو چکا ہے۔ پس

شریعت کا لانا نبوت کے اجزا میں سے ایک جزو ہے۔

(۳) حضرت پیران پیر سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں :-

إِنَّ الْحَقَّ تَعَالٰی یُخْبِرُنَا فِیْ سَرَائِرِنَا مَعَانِیْ
کَلَامِهٖ وَ کَلَامِ رَسُوْلِهٖ وَیُسَمّٰی صَاحِبُ
هٰذَا الْمَقَامِ مِنْ اَنْبِیَاءِ الْاَوْلِیَاءِ۔

(الیواقیت والجواہر جلد ۲ صفحہ ۹۳ و نبراس شرح الشرح
لعقائد نسفی حاشیہ صفحہ ۴۴۵)

ترجمہ :- بے شک اللہ تعالیٰ ہمیں خلوت میں اپنے کلام اور اپنے
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کے معانی سے آگاہ کرتا ہے
اور اس مقام کا رکھنے والا انسان انبیاء الاولیاء میں
سے ہے۔

یہ نبوت الاولیاء جسے بزرگان دین جاری مانتے ہیں ولایت مطلقہ سے
ایک بالا مقام ہے۔ اس مقام کی شان بیان کرتے ہوئے عارف ربانی
حضرت عبدالکریم جیلانی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں :-

کُلُّ نَبِیٍّ وِلَایَةٍ اَفْضَلُ مِنَ الْوَلِیِّ مُطْلَقًا وَمِنْ
ثَمَّ قِیْلَ بِدَایَةُ النَّبِیِّ نِهَایَةُ الْوَلِیِّ فَافْهَمْ
وَ تَاَمَّلْهُ فَاِنَّهٗ قَدْ خَفِیَ عَلٰی کَثِیْرٍ مِنْ اَهْلِ

بِمِلَّتِنَا۔ (الانسان الکامل صفحہ ۸۵)

ترجمہ:۔ ہر نبی ولایت ولی مطلق سے افضل ہے اور اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ نبی کا آغاز ولی کی انتہا ہے۔ پس اس نکتہ کو سمجھ لو اور اس میں غور کرو کیونکہ یہ ہمارے بہت سے اہلِ ملّت پر مخفی رہا ہے (یعنی انہوں نے نبوۃ الولایت کو ولایت مطلقہ کا ایک درجہ قرار دے دیا ہے جو درست نہیں)

پھر سید موصوف لکھتے ہیں:۔

اِنَّ کَثِیْرًا مِّنَ الْاَنْبِیَاءِ وَ نُبُوَّتُہٗ نُبُوَّۃُ الْوَلَایَۃِ کَالْخِضْرِ فِیْ بَعْضِ الْاَقْوَالِ وَکَعِیْسٰی اِذَا نَزَلَ اِلَی الدُّنْیَا فَاِنَّہٗ لَایَکُوْنُ لَہٗ نُبُوَّۃُ تَشْرِیْعٍ وَکَغَیْرِہٖ مِنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ۔

(الانسان الکامل صفحہ ۸۵)

یعنی بہت سے انبیاء کی نبوت بھی نبوۃ الولایت ہی تھی۔ جیسا کہ حضرت خضر علیہ السلام کی نبوت بعض اقوال میں اور جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت جب وہ دنیا میں نازل ہوں گے تو اُن کی نبوت تشریعی نہیں ہو گی اور اسی طرح بنی اسرائیل کے دوسرے نبیوں کا حال ہے یعنی ان کی نبوت

نبوۃ الولایت تھی نہ کہ تشریعی نبوت۔

اسی نبوۃ الولایت کو جس کے ساتھ مسیح موعود کا آنا تسلیم کیا گیا ہے حضرت محی الدین ابن العربی نے نبوت مطلقہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

یَنْزِلُ وَلِیًّا ذَا نُبُوَّۃٍ مُطْلَقَۃٍ (فتوحات مکیہ جلد ۲ صـ۳)

یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایسے ولی کی صورت میں نازل ہوں گے جو نبوت مطلقہ کا حامل ہوگا۔

پھر فرماتے ہیں:۔

عِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ یَنْزِلُ فِیْنَا حَکَمًا مِنْ غَیْرِ تَشْرِیْعٍ وَ ھُوَ نَبِیٌّ بِلَا شَکٍّ

(فتوحات مکیہ جلد اوّل صـ۵۴۵)

یعنی عیسیٰ علیہ السلام ہم میں حَکَمْ کی صورت میں شریعت کے بغیر نازل ہوں گے اور وہ بلاشک نبی ہوں گے۔

(۵) حضرت امام عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں:۔

فَاِنَّ مُطْلَقَ النُّبُوَّۃِ لَمْ تَرْتَفِعْ وَاِنَّمَا ارْتَفَعَتْ نُبُوَّۃُ التَّشْرِیْعِ۔ (الیواقیت والجواہر صفحہ ۲۴ بحث ۳)

ترجمہ:۔ پس بے شک مطلق نبوت نہیں اٹھی اور صرف تشریعی نبوت اٹھی ہے۔

آگے فرماتے ہیں :-

وَ قَوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ

وَ لَا رَسُوْلَ الْمُرَادُ بِهٖ لَا مُشَرِّعَ بَعْدِيْ۔

یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قول "میرے بعد نبی

اور رسول نہیں" سے مراد یہ ہے کہ میرے بعد کوئی شریعت

لانے والا نبی اور رسول نہیں ہوگا۔

(۶) عارف ربانی سید عبدالکریم جیلانی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں :-

فَانْقَطَعَ حُكْمُ نُبُوَّةِ التَّشْرِيْعِ بَعْدَهٗ وَ كَانَ

مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ

لِاَنَّهٗ جَاءَ بِالْكَمَالِ وَلَمْ يَجِئْ اَحَدٌ بِذٰلِكَ۔

(الانسان الکامل باب ۳۶ جلد اول ص ۶۹)

ترجمہ:- آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد تشریعی نبوت کا حکم

منقطع ہوا ہے اور اس طرح محمد صلے اللہ علیہ وسلم

خاتم النبیین ہیں کیونکہ آپ کمال کو لائے ہیں۔ اور کوئی اس

کمال کو نہیں لایا۔

(۷) رئیس الصوفیاء حضرت مولانا رُوم رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے

ہیں :-

فکر کن در راہِ نیکو خدمتے ۔ تا نبوت یابی اندر اُمتے

(مثنوی دفتر اول صلا۴)

یعنی خدا کی راہ میں نیکی بجا لانے کی ایسی تدبیر کر کہ تجھے امت کے اندر نبوت مل جائے۔

(۸) حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

خُتِمَ بِهِ النَّبِيُّوْنَ اَىْ لَا يُوْجَدُ مَنْ يَأْمُرُهُ اللهُ سُبْحَانَهُ بِالتَّشْرِيْعِ عَلَى النَّاسِ۔

(تفہیمات الٰہیہ تفہیم ۵۳)

یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر نبی ختم ہونے کے یہ معنی ہیں کہ آپ کے بعد کوئی ایسا شخص نہیں ہو سکتا جسے خدا تعالےٰ شریعت دے کر لوگوں کی طرف مامور کرے۔

(۹) حضرت مولوی عبد الحی صاحب لکھنوی فرنگی محلی تحریر فرماتے ہیں۔

"بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم یا زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مجرد کسی نبی کا ہونا محال نہیں بلکہ صاحب شرع جدید البتہ ممتنع ہے" (دافع الوسواس فی اثر ابن عباس ایڈیشن جدید صلا۲)

(۱۰) نواب صدیق حسن خانصاحب کے فرزند مولوی نور الحسن کی مرتبہ کتاب میں لکھا ہے۔

"حدیث لَا وَحْیَ بَعْدَ مَوْتِیْ بے اصل ہے ہاں لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ

آیا ہے۔ اس کے معنی نزدیک اہل علم کے یہ ہیں کہ میرے
بعد کوئی نبی شرع ناسخ نہیں لائے گا" (اقتراب الساعۃ صفحہ ۱۹۲)

یہ عبارت دراصل امام علی القاری علیہ الرحمۃ کی ایک عبارت کا ترجمہ ہے جو
پہلے پیش کی جا چکی ہے۔

(۱۱) حضرت مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند تحریر فرماتے ہیں :-

"عوام کے خیال میں تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی
ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری
نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم و تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت
نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا
کیونکر صحیح ہو سکتا ہے" (تحذیر الناس صفحہ ۳)

گویا خاتم النبیین کے معنی مودودی صاحب کی طرح محض آخری نبی آپ کے نزدیک
عوام کے معنی ہیں نہ کہ اہل فہم کے معنی۔

پھر وہ خاتم النبیین کے معنی یہ بیان فرماتے ہیں :-

"آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور
سوا آپ کے اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض ہیں۔ اوروں کی
نبوت آپ کا فیض ہے مگر آپ کی نبوت کسی اور کا فیض نہیں۔ اس طرح
آپ پر سلسلہ نبوت مختتم ہو جاتا ہے غرض جیسے آپ نبی اللہ ہیں ویسے

ہی نبی الانبیاء بھی" (تحذیر الناس صفحہ ۳ و ۴)

گویا نبی الانبیاء خاتم النبیین کے معنی ہیں جو اس بات کو ظاہر کرتے ہیں کہ خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کا وصف نبوت ذاتی ہے اور آپ کے سوا دیگر تمام انبیاء کا وصف نبوت عرضی ہے یعنی آپ کا فیض ہے۔ ان معنوں کا مفاد آپ یہ بیان فرماتے ہیں :-

"بالفرض اگر بعد زمانہ نبوی صلے اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئیگا"

(تحذیر الناس ص۲۸)

یہ بارہ[۱۲] مسلمہ بزرگوں کے اقوال ہیں۔ تیرھویں بزرگ امام راغب علیہ الرحمۃ کا قول ہم پہلے پیش کر چکے ہیں۔ یہ تیرہ بزرگ علم دین، تفقہ اور للہیت کے لحاظ سے ایسے ممتاز اور قابل فخر وجود ہیں کہ مودودی صاحب جیسے علماء دین اُن کی جوتیاں اُٹھانے کو باعث فخر سمجھیں گے۔ ان درخشندہ ستاروں کا زمانہ صحابہ کرامؓ سے لے کر ہمارے موجودہ زمانے تک ممتد ہے اور یہ حجاز سے لے کر شام، ترکی، عراق، سپین اور ہندوستان کے مشاہیر بزرگوں میں سے ہیں۔

(۱) ام المومنین حضرت عائشہ الصدیقہؓ وفات ۵۸ھ بموجب حدیث نبوی علم نصف الدین کہلاتی ہیں۔

(۲) امام راغب الاصفہانی وفات ۵۰۲ھ لغت قرآن میں امام ہیں۔ ان کی کتاب "المفردات" لغت قرآن میں بے نظیر اور سب سے زیادہ مستند ہے۔

(۳) شیخ اکبر حضرت محی الدین ابن عربی علیہ الرحمۃ وفات سنہ ۶۳۸ھ

(۴) حضرت مولانا جلال الدین الرومی وفات سنہ ۶۷۲ھ

(۵) پیران پیر حضرت سید عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ قدس سرہٗ وفات سنہ ۵۶۲ھ

(۶) حضرت سید عبد الکریم جیلانی علیہ الرحمۃ وفات سنہ ۸۲۶ھ

(۷) امام عبد الوہاب الشعرانی علیہ الرحمۃ وفات سنہ ۹۷۳ھ

(۸) امام محمد طاہر علیہ الرحمۃ وفات سنہ ۹۸۶ھ

پچھلے چھ بزرگ علم تصوف میں امام اور علوم دین میں امت کی ممتاز ترین ہستیاں ہیں، حضرت پیران پیر چھٹی صدی کے مجدد بھی ہیں۔

(۹) الامام علی القاری علیہ الرحمۃ وفات سنہ ۱۰۱۴ھ

فقہ حنفی کے جلیل القدر امام اور ممتاز شارح حدیث ہیں۔

(۱۰) حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی وفات سنہ ۱۱۷۶ھ

بارھویں صدی کے مجدد اور ممتاز متکلم اسلام ہیں۔

(۱۱) حضرت مولوی عبد الحی صاحب لکھنوی علیہ الرحمۃ وفات سنہ ۱۳۰۴ھ

(۱۲) حضرت مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی علیہ الرحمۃ بانی دار العلوم دیوبند وفات سنہ ۱۲۹۷ھ

آخری دونوں بزرگ حنفی ہیں ہندوستان کے جلیل القدر علماء میں سے ہیں۔

(۱۳) نواب صدیق حسن خاں صاحب بھوپالی وفات سنہ ۱۳۰۷ھ ہندوستان کے اہل حدیث علماء میں سے ممتاز عالم دین تھے ان کی تفسیر فتح البیان عربی زبان میں مصر میں طبع ہوئی ہے۔

ان تیرہ بزرگوں نے آیت خاتم النبیین اور حدیث لا نبی بعدی وغیرہ کی جو انقطاع نبوت پر دلالت کرتی ہیں یہی تشریح فرمائی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شارع اور مستقل نبی نہیں آسکتا۔ ان کے نزدیک امتی نبی کا آنا منافی ختم نبوت نہیں۔ اس لئے یہ سب مسیح موعود کو امتی نبی تسلیم کرتے ہیں۔

سوال ۱۲ اس جگہ ہمارا سوال یہ ہے کہ اگر مودودی صاحب کے نزدیک جماعت احمدیہ آیت خاتم النبیین اور حدیث لا نبی بعدی وغیرہ کے یہی معنی لینے کی وجہ سے منکر ختم نبوت ہے تو کیا ان تیرہ بزرگان دین پر بھی وہ کفر کا فتویٰ لگانے پر آمادہ ہیں؟

نبوت کے لئے اسلام میں دو اصطلاحیں ہیں۔ مکرم مولوی سید محمد حسن صاحب صاحب امروہی اپنی کتاب کواکب دریہ میں لکھتے ہیں:۔

"اصطلاح میں نبوت بخصوصیت الٰہیہ خبر دینے سے عبارت ہے اور وہ دو قسم کی ہے۔ ایک نبوت تشریعی جو ختم ہو گئی۔ دوسری نبوت بمعنی خبر دادن ہے اور وہ غیر منقطع ہے پس اس کو مبشرات کہتے ہیں اپنے اقسام کے ساتھ"

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا پہلی قسم کا دعویٰ نہیں بلکہ دوسری قسم کا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

"میری مراد نبوت سے یہ نہیں ہے کہ میں نعوذ باللہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابل پر کھڑا ہو کر نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں یا کوئی نئی شریعت لایا ہوں۔ صرف مراد میری نبوت سے کثرت مکالمت و مخاطبت الٰہیہ ہے جو آنحضرت

صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل ہے۔ سو مکالمہ مخاطبہ کے آپ
لوگ بھی قائل ہیں۔ پس یہ صرف لفظی نزاع ہوئی یعنی آپ لوگ جس امر
کا نام مکالمہ مخاطبہ رکھتے ہیں میں اس کی کثرت کا نام بحکم الٰہی نبوت
رکھتا ہوں۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۵)

(ب) مودودی صاحب اپنے رسالہ ختم نبوت میں آنے والے مسیح کے متعلق روایات
درج کرنے کے بعد لکھتے ہیں:۔

"اس مقام پر یہ بحث چھیڑنا بالکل لاحاصل ہے کہ وہ (یعنی حضرت
مسیح ناصریؑ۔ ناقل) وفات پاچکے ہیں یا زندہ موجود ہیں۔ بالفرض وہ وفات
ہی پاچکے ہوں تو اللہ انہیں زندہ کرکے اٹھا لانے پر قادر ہے" (ختم نبوت صفحہ ۴۳)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات و وفات کی بحث اس موقعہ پر لاحاصل
نہیں بلکہ از بس ضروری ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وفات یافتہ یقین
کرنے کی وجہ سے جماعت احمدیہ حضرت مسیح ابن مریم کے نزول کو ایک امتی فرد
کے لئے استعارہ یقین کرتی ہے۔ دراصل مودودی صاحب اس بحث سے
گریز اس لئے کر رہے ہیں کہ وہ خوب جانتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کے مقابلہ
میں حیات مسیح ثابت کرنے کی انہیں جرأت نہیں۔ کیونکہ قرآن مجید کی نص کہ
كُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ
أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ (سورہ مائدہ آخری رکوع) ان کی وفات پر روشن

دلیل ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان الفاظ میں خدا تعالیٰ کے حضور کہتے ہیں کہ میں اپنی قوم میں اُس وقت تک نگران رہا تھا جب تک ان لوگوں میں موجود رہا لیکن جب تُو نے مجھے وفات دے دی تو پھر ان پر تُو ہی نگران تھا۔ گویا وہ بتاتے ہیں کہ میری قوم میری موجودگی یعنی علم میں نہیں بگڑی۔ میری موجودگی میں انہوں نے مجھے اور میری ماں کو معبود نہیں بنایا۔ اگر میری قوم بگڑی ہے تو میری وفات کے بعد بگڑی ہوگی جبکہ میری نگرانی بکلی ختم ہو چکی تھی۔ چونکہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی قوم بگڑ چکی ہوئی ہے اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات اس بیان سے روز روشن کی طرح ظاہر ہے۔ الفاظ کُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْہِمْ کی

اسی طرح حدیث نبوی میں وارد ہے۔ اِنَّ عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ عَاشَ مِائَۃً وَّعِشْرِیْنَ سَنَۃً (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۲۰ و طبرانی) کہ بیشک عیسےٰ بن مریم ایک سو بیس سال زندہ رہے۔ پس ان کے اس وقت تک یعنی دو ہزار سال تک زندہ ہونے کا خیال ان نصوص کے صریح خلاف ہے۔ اور مولوی مودودی صاحب کا ان کو وفات یافتہ فرض کرکے ان کے دوبارہ زندہ کئے جانے کا خیال پیش کرنا بھی ان نصوص قرآنیہ و حدیثیہ کے خلاف ہونے کی وجہ سے سراسر باطل ہے جو اوپر پیش کی جا چکی ہیں۔

نیز قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِہَا وَالَّتِیْ لَمْ

تَمُتْ فِیْ مَنَامِهَا فَیُمْسِكُ الَّتِیْ قَضٰی عَلَیْهَا
الْمَوْتَ وَیُرْسِلُ الْاُخْرٰی اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّی۔

(سورہ زمر ع ۵)

یعنی اللہ قبض کرتا ہے روحوں کو ان کی موت کے وقت
اور جو نہ مریں انہیں نیند میں قبض کرتا ہے۔ پس جس روح پر
موت وارد کرتا ہے اسے روک رکھتا ہے اور دوسری کو
ایک مقررہ مدت تک واپس بھیجتا رہتا ہے۔

یہ آیت اس امر پر شاہد ناطق ہے کہ جس نفس پر موت وارد ہوتی ہے
اسے خدا تعالیٰ روک رکھتا ہے یعنی دوبارہ دُنیا میں نہیں بھیجتا۔

ایک دوسری آیت میں فرماتا ہے:۔

ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَیِّتُوْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّكُمْ
یَوْمَ الْقِیٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ۝ (مومنون ع ۱)

یعنی جسمانی زندگی کے بعد پھر تم ضرور مرنے والے ہو۔
پھر تم قیامت کے دن ہی زندہ کئے جاؤ گے

یہ آیت بھی اس بات پر نصِ صریح ہے کہ جسمانی موت کے بعد اس دُنیا میں
دوبارہ زندہ کیا جانا خدا تعالیٰ کے اس وعدہ اور قانون کے خلاف ہے جو
وہ قرآن مجید کی آیت میں بیان کر چکا ہے بلکہ مرنے والے حسب وعدۂ الٰہی

قیامت ہی کو زندہ ہوں گے۔

اسی طرح حدیث میں وارد ہے کہ حضرت جابرؓ کے والد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ جب شہید ہو گئے اور وہ خدا تعالیٰ کے حضور پیش ہوئے تو خدا تعالیٰ نے انہیں کہا تَمَنَّ عَلَیَّ اُعْطِکَ تو آرزو کر میں تیری آرزو پوری کروں گا۔ اس پر حضرت عبداللہؓ نے یہ آرزو کی کہ میں دوبارہ زندہ کیا جاؤں تاکہ خدا کی راہ میں دوبارہ قتل کیا جاؤں۔ ان کی اس آرزو پر خدا تعالیٰ نے فرمایا۔ قَدْ سَبَقَ مِنِّی الْقَوْلُ اِنَّھُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ کہ یہ میرا قول ہو چکا ہے کہ مرنے والے دُنیا میں نہیں لوٹیں گے۔ گویا خدا تعالیٰ نے اپنے اس قول کی وجہ سے ان کی اس آرزو کو پورا نہ کیا حالانکہ اس کا وعدہ تھا کہ وہ ان کی آرزو پوری کرے گا لیکن چونکہ انہوں نے ایسی آرزو کی جو خدا تعالیٰ کے پہلے قول کے خلاف تھی اس لئے خدا تعالیٰ نے اپنے قانون کے خلاف ہونے کی وجہ سے اُن کی آرزو پوری نہیں کی۔ (مشکوٰۃ باب جامع المناقب)

پس مردہ کا دوبارہ زندہ ہو کر دُنیا میں آنا جب قرآن مجید میں خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ قانون کے خلاف ہے تو مودودی صاحب کا یہ خیال کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام دوبارہ زندہ ہو کر آجائیں گے ایک خیال خام اور وہم سے بڑھ کر کوئی حیثیت نہیں رکھتا جس میں وہ مسلمانوں کو مبتلا کرنا چاہتے ہیں۔ پس اس مسئلہ کا مدار محض قدرت الٰہی پر نہیں رکھا جا سکتا۔ گو اسے مردہ کو زندہ کرنے کی

قدرت تو ہے مگر اس کا دنیا میں ظہور اس کے اپنے وعدہ و قانون کے خلاف ہے۔

سوال ۵ لیکن اگر حضرت مسیح کی وفات مان کر ان کا دوبارہ زندہ کیا جانا بھی فرض کیا جائے تو اس پر ہمارا یہ سوال ہے کہ اگر حضرت عیسٰی علیہ السلام وفات پانے کے بعد زندہ ہو کر آئیں گے تو پھر مودودی صاحب ان حدیثوں کی کیا تاویل کریں گے جنہیں وہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے آسمان سے اُترنے کے ثبوت میں اپنے رسالہ میں پیش کر رہے ہیں۔ اگر حضرت مسیح کے آسمان سے اُترنے کی تعبیر ان کے دوبارہ زندہ کیا جانے سے ہو سکتی ہے تو اس کی یہ تعبیر کیوں نہیں ہو سکتی کہ ان احادیث سے مراد یہ ہے کہ کوئی اُمتی فرد حضرت عیسٰی علیہ السلام کا مثیل ہو کر آئے گا اور اپنے ساتھ آسمانی تائید رکھتا ہو گا کیونکہ مُردہ کا زندہ ہو کر آنا تو قرآن مجید اور احادیث نبوی میں بیان کردہ قانون کے صریح خلاف ہے مگر ہماری تعبیر تو کسی آیت قرآنیہ کے خلاف نہیں۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں :-

"یاد رہے ہم میں اور ان لوگوں میں بجز اس ایک مسئلہ

کے اور کوئی مخالفت نہیں یعنی یہ کہ یہ لوگ نصوص صریحہ قرآن اور حدیث کو چھوڑ کر حضرت عیسٰی علیہ السلام کی حیات کے قائل ہیں اور ہم بموجب نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ متذکرہ بالا کے اور اجماع آئمہ اہل بصارت کے حضرت عیسٰی علیہ السلام کی وفات کے قائل ہیں اور نزول سے مراد وہی معنے لیتے ہیں جو اس سے پہلے ایلیاہ نبی کے دوبارہ آنے اور نازل ہونے کے بارہ میں حضرت عیسٰی علیہ السلام نے معنی کئے تھے۔ فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔ اور ہم بموجب نص صریح قرآن شریف کے جو آیت فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ سے ظاہر ہوتی ہے اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ جو لوگ اس دنیا سے گذر جاتے ہیں پھر وہ دنیا میں دوبارہ آباد ہونے کے لئے نہیں بھیجے جاتے اس لئے خدا نے بھی ان کے لئے قرآن شریف میں مسائل نہیں لکھے کہ دوبارہ آکر مال تقسیم شدہ کیونکر ان کو ملے " (ایام الصلح صفحہ ۱۹۸)

(ج) مودودی صاحب لکھتے ہیں :-

" بہر حال جو شخص حدیث کو مانتا ہے اسے یہ ماننا پڑیگا

کہ آنے والے وہی عیسیٰ بن مریم ہوں گے وہ پیدا نہیں بلکہ
نازل ہوں گے۔"

سوال ۷ اس پر ہمارا سوال ہے کہ جب مودودی صاحب نے ان کی وفات فرض کرکے ان کا دوبارہ زندہ ہو کر آنا مان لیا تو جب ان احادیث میں نزول کے لفظ کی تعبیر مر کر زندہ ہونے سے ہو سکتی ہے تو اس کی تعبیر مسیح موعود کے اُمتِ محمدیہ میں پیدا ہونے سے کیوں نہیں ہو سکتی؟ جبکہ قرآن مجید میں خدا تعالیٰ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے کے باوجود آپ کے اعزاز و اکرام کی وجہ سے آپ کے متعلق نزول کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا رَّسُوْلًا يَّتْلُوْا
عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ (طلاق رکوع ۲)

یعنی بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہاری طرف ذکر رسول نازل کیا ہے جو تم پر اللہ کی کھلی آیات پڑھتا ہے۔

جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے نزول کا لفظ پیدا ہونے کے باوجود تائید سماوی کے لئے اکراماً استعمال ہوا ہے تو اسی طرح

مسیح موعود کے لئے نزول کا لفظ آسمانی تائید یافتہ ہونے کی وجہ سے کیوں استعمال نہیں ہو سکتا؟

چونکہ یہ احادیث آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مکاشفات پر مبنی ہیں اس لئے یہ سب تعبیر طلب ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا مقصود یہ ہے کہ امتِ محمدیہ کے مسیح موعود کو عیسٰی یا ابن مریم کا نام حضرت عیسٰی علیہ السلام سے مماثلت رکھنے کی وجہ سے دیا گیا ہے۔ چنانچہ صحیح مسلم کی حدیث میں اسی وجہ سے اس کے لئے فَاَمَّکُمْ مِنْکُمْ اور بخاری شریف ** میں اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں یعنی یہ ابن مریم تم میں سے تمہارا امام ہوگا اور یہ ابن مریم امام مہدی ہوگا۔ پس امت کے امام مہدی ہی کو جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ ہے عیسٰی ابن مریم کا نام استعارۃً دیا گیا ہے فَاَمَّکُمْ مِنْکُمْ کے الفاظ مندرجہ صحیح مسلم یعنی ابن مریم تم میں سے تمہارا امام ہوگا اس بات پر صریح الدلالت ہیں کہ ابن مریم سے مراد اسرائیلی مسیح نہیں بلکہ اُمتِ محمدیہ کا امام مہدی ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک امتی نبی اور خلیفہ کی حیثیت میں حضرت مسیح ابن مریم کا مثیل ہو کر آنے والا تھا۔ پس ابن مریم اور عیسٰی کا نام امام مہدی کو بطور استعارہ دیا گیا ہے۔

** کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم

از روئے قرآن مجید کوئی خلیفہ باہر سے نہیں آسکتا

قرآن مجید اس بات پر روشن گواہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے کوئی خلیفہ باہر سے نہیں آسکتا اور جو خلفاء بھی ہوں گے وہ ان خلفاء سے جو امتِ محمدیہ سے پہلے گذر چکے ہیں مشابہت اور مماثلت رکھیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ سورہ نور میں فرماتا ہے :-

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ (سورہ نور رکوع ۷)

یعنی اللہ تعالےٰ نے تم میں سے ایمان لا کر اعمال صالحہ بجا لانے والوں سے یہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ ان لوگوں کو خلیفہ بنایا جو اُن سے پہلے گذر چکے ہیں۔

اس آیت سے ظاہر ہے کہ اُمتِ محمدیہ کے خلفاء امتِ محمدیہ میں سے ہی ہونے والے ہیں اور یہ خلفاء پہلے خلفاء کے مشابہ اور ان کے مثیل ہوں گے۔ جس پر كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ کے الفاظ دال ہیں نہ یہ کہ کوئی پہلا نبی وخلیفہ امتِ محمدیہ میں خلیفہ ہو کر آجائے گا۔ اس آیت میں امتِ

محمدیہ کے خلفاء مشبّہ اور انبیائے بنی اسرائیل جو اُن سے پہلے گذر چکے ہیں مشبہ بہ ہیں کیونکہ کُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ کی حدیث کے مطابق امّتِ محمدیہ سے پہلے خلفاء ہیں۔ پس امّتِ محمدیہ کے خلفاء انبیائے بنی اسرائیل کے مشابہ ہونے کی وجہ سے اُن کے مثیل تو ہو سکتے ہیں لیکن انبیائے بنی اسرائیل جو سب مشبہ بہ ہیں ان میں سے کوئی نبی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد آکر آپ کا خلیفہ نہیں ہو سکتا کیونکہ اس طرح مشبّہ اور مشبہ بہ کا عین ہونا لازم آتا ہے جو محال ہے کیونکہ مشبّہ ہمیشہ مشبہ بہ کا غیر ہوتا ہے۔ پس اس آیت کی روشنی میں امتِ محمّدیہ کا امام مہدی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مثیل ہونے کی وجہ سے عیسیٰ یا ابن مریم کا نام پا سکتا ہے مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام امّتِ محمدیہ میں آکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ نہیں ہو سکتے۔ لہذا ان کی زندگی یا وفات پاکر زندہ ہونے کا خیال ایک وہم ہی وہم ہے کیونکہ اس آیت کے رو سے جب وہ امت محمدیہ میں خلیفہ ہو کر آ ہی نہیں سکتے تو انہیں زندہ رکھنا لاحاصل ہے۔

سوال ۶ کیا مودودی صاحب ہمارے اس سوال کا کوئی جواب دے سکتے ہیں کہ اس آیت کی روشنی میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام امّتِ محمدیہ میں امام اور خلیفہ ہو کر کیسے آسکتے ہیں؟

(د) مودودی صاحب نے رسالہ ختم نبوت میں نزولِ مسیحؑ کی مختلف روایات

پیش کر کے جو دوسرا نتیجہ نکالا ہے وہ ان کے الفاظ میں یوں ہے :-

"دوسری بات جو اتنی وضاحت کے ساتھ ان احادیث سے
ظاہر ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت ابن مریم علیہ السلام کا یہ
دوبارہ نزول نبی کی حیثیت میں نہیں ہو گا اور نہ اُن
پر وحی نازل ہو گی"۔

اس کے متعلق عرض ہے کہ اس نتیجہ کی دونوں شقّیں سراسر باطل ہیں کیونکہ صحیح مسلم کی اس حدیث میں ان دونوں شقوں کی صریح تردید موجود ہے جسے نواس بن سمعان کی روایت سے خود مودودی صاحب نے اپنے رسالہ کے صفحہ ۴۶ پر پیش کیا ہے مگر اس کے بعد کا وہ حصہ دانستہ حذف کر دیا ہے جس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے امتِ محمدیہ کے مسیح موعود کو چار دفعہ تکرار کے ساتھ نبی اللہ قرار دیا ہے اور اس پر وحی نازل ہونے کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ مودودی صاحب نے حدیث کا یہ حصہ عمداً درج نہیں کیا تاکہ ان کے اس خیالِ باطل پر پردہ پڑا رہے کہ مسیح موعود نبی کی حیثیت سے نہیں آئے گا اور نہ اس پر وحی نازل ہو گی۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اس حدیث میں فرماتے ہیں :-

وَيُحْصَرُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيْسٰى وَاَصْحَابُهٗ .... فَيَرْغَبُ
نَبِيُّ اللّٰهِ عِيْسٰى وَاَصْحَابُهٗ ... ثُمَّ يَهْبِطُ نَبِيُّ اللّٰهِ

عِيْسٰى وَاَصْحَابُهٗ ..... فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيْسٰى وَاَصْحَابُهٗ اِلَى اللّٰهِ (صحیح مسلم باب خروج الدجال)

یعنی جب مسیح موعود یاجوج ماجوج کے زور کے زمانہ میں آئے گا تو مسیح نبی اللہ اور اس کے صحابی دشمن کے نرغہ میں محصور ہو جائیں گے ..... تو پھر مسیح نبی اللہ اور اس کے صحابہ خدا کے حضور رجوع کریں گے ..... پھر مسیح نبی اللہ اور اس کے صحابی ایک خاص جگہ اُتریں گے ..... پھر مسیح نبی اللہ اور اس کے صحابی خدا تعالیٰ کے حضور تضرع کے ساتھ رجوع کریں گے۔

سوال ۸ اب مودودی صاحب پر ہمارا سوال ہے کہ جب اس حدیث میں چار دفعہ تکرار سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کو نبی اللہ قرار دیا ہے تو انہیں کیا حق ہے کہ وہ یہ خیال پیش کریں کہ مسیح موعود نبی کی حیثیت میں نہیں آئے گا؟

پس مودودی صاحب کا خیال محض ان کی ایجاد ہے اور حدیث کے منشاء کے خلاف ہونے کی وجہ سے باطل ہے۔

پھر اسی حدیث میں لکھا ہے۔

اِذْ اَوْحَى اللّٰهُ اِلٰى عِيْسٰى اَنِّيْ قَدْ اَخْرَجْتُ عِبَادًا

لِيْ لَا يَدَانِ لِاَحَدٍ بِقِتَالِهِمْ۔
کہ خدا تعالٰے عیسٰی موعود کو وحی کرے گا کہ میں نے کچھ بندے (یعنی یاجوج ماجوج) نکالے ہیں جن سے کسی کو لڑنے کی طاقت نہیں۔

عجیب بات ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مسیح موعود پر وحی نازل ہو گی مگر مودودی صاحب مسلمانوں سے یہ منوانا چاہتے ہیں کہ مسیح موعود پر وحی نازل نہیں ہو گی۔ اب مسلمانوں کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بالمقابل مودودی صاحب کے خیال کو غلط تصور کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔

سوال ۹ اگر مودودی صاحب یہ پوری حدیث درج کر دیتے تو وہ یہ دونوں باتیں نہیں کہہ سکتے تھے۔ اب مودودی صاحب بتائیں کہ انہوں نے نقل کرتے ہوئے حدیث کے یہ دونوں حصے کیوں درج نہیں کئے۔ کیا اسی لئے نہیں کہ ان کے جھوٹ پر پردہ پڑا رہے؟

علمائے امّت کا مذہب مسیح موعود کی حیثیت کے متعلق

علمائے امّت کا عقیدہ بھی مسیح موعود کی حیثیت کے متعلق یہی ہے کہ وہ نبی اللہ ہوں گے۔ نبوت کے بغیر نہیں آئیں گے۔ چنانچہ نواب صدیق حسن خاں

لکھتے ہیں :-

مَنْ قَالَ بِسَلْبِ نُبُوَّتِهٖ كَفَرَ حَقًّا كَمَا صَرَّحَ

بِهٖ السُّيُوطِيُّ (حجج الکرامہ ص۴۳۱)

کہ جو شخص یہ کہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے وقت

نبی نہ ہوں گے وہ پکا کافر ہے جیسا کہ امام جلال الدین سیوطی

نے اس کی وضاحت کی ہے۔

پھر وہ لکھتے ہیں :-

فَهُوَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاِنْ كَانَ خَلِيْفَةً فِي الْاُمَّةِ الْمُحَمَّدِيَّةِ

فَهُوَ رَسُوْلٌ وَنَبِيٌّ كَرِيْمٌ عَلٰى حَالِهٖ (حجج الکرامہ ص۴۲۶)

یعنی اگرچہ عیسیٰ علیہ السلام اس امت میں خلیفہ ہوں گے مگر وہ

اپنے پہلے حال پر نبی اور رسول بھی ہوں گے۔

حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن العربی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں :-

عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ يَنْزِلُ فِيْنَا حَكَمًا مِنْ غَيْرِ

تَشْرِيْعٍ وَهُوَ نَبِيٌّ بِلَا شَكٍّ (فتوحات مکیہ جلد اول ص۵۴۵)

یعنی عیسیٰ علیہ السلام ہم میں حَکَم کی حیثیت میں بغیر شریعت کے نازل

ہوں گے اور وہ بلاشک نبی ہوں گے۔

ان حضرت محی الدین ابن العربیؒ یہ عقیدہ بھی لکھتے ہیں :-

وَجَبَ نُزُوْلُهٗ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ بِتَعَلُّقِهٖ بِبَدَنٍ

اٰخَرَ (تفسیر محی الدین ابن العربی برحاشیہ عرائس البیان صفحہ ۲۶۲)

کہ حضرت عیسٰی کا نزول آخری زمانہ میں کسی اور بدن یعنی وجود

سے متعلق ہوگا۔ یعنی حضرت عیسٰی علیہ السلام اصالتاً نہیں بلکہ

بروزی طور پر آئیں گے۔

صوفیاء کے ایک گروہ کا یہی مذہب چلا آیا ہے۔ جیسا کہ اقتباس الانوار

صفحہ ۵۲ پر یہی لکھا ہے:۔

"بعضے بر آنند کہ روح عیسٰی در مہدی بروز کند و نزول عبارت

از ہمیں بروز است مطابق ایں حدیث کہ لا مہدی

الا عیسٰی"

کہ بعض صوفیاء کا یہ عقیدہ ہے کہ عیسٰی علیہ السلام کی روح

(یعنی کمالاتِ روحانیہ) مہدی میں بروز کریں گے۔ عیسٰی

علیہ السلام کے نزول سے مراد یہی بروز ہے مطابق حدیث

لَا مھدی الا عیسٰی کے (یعنی کوئی مہدی نہیں

سوائے عیسٰی کے)

خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

یُوْشِكُ مَنْ عَاشَ مِنْكُمْ اَنْ يَّلْقٰى عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ

اِمَامًا مَهْدِيًّا حَكَمًا عَدْلًا يَكْسِرُ الصَّلِيبَ
وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيرَ الخ

(مسند احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۴۱۱)

یعنی قریب ہے کہ جو تم میں سے زندہ ہو وہ عیسٰی بن مریم سے اس کے امام مہدی اور حکم وعدل ہونے کی حالت میں ملاقات کرے۔

اس حدیث میں حدیث لا مہدی الا عیسٰی کی طرح امام مہدی اور عیسٰی بن مریم ایک ہی شخص قرار دیئے گئے ہیں اور امام مہدی کے متعلق دوسری تمام حدیثیں اسے امت محمدیہ کا ایک فرد قرار دیتی ہیں۔

پس حضرت عیسٰی علیہ السلام کے آسمان سے اصالتاً اترنے کا خیال باطل ہے۔ احادیث امت محمدیہ کے امام مہدی کو ہی امت کا عیسٰی موعود قرار دیتی ہیں تاکہ امام مہدی کی عیسٰی علیہ السلام سے مماثلت پر دلیل ہو۔

مسیح موعود پر وحی نازل ہونے کے متعلق علماء کا عقیدہ

مسیح موعود پر صحیح مسلم کی حدیث کے مطابق وحی نازل ہونے کا عقیدہ بھی علمائے امت میں مسلّم ہیں۔ چنانچہ علامہ الوسی روح المعانی میں بحوالہ ابن حجر ہیثمی لکھتے ہیں:-

ثُمَّ يُوْحٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَحْىَ حَقِيْقِيْ كَمَا فِى

حَدِيْثِ مُسْلِمٍ (تفسیر روح المعانی جلد ۷ صفحہ ۶۱)

یعنی ان عیسیٰ علیہ السلام پر بعد از نزول وحی حقیقی نازل ہوگی

جیسا کہ مسلم کی حدیث میں آیا ہے۔

اور پھر لکھا ہے :-

حَدِيْثُ لَا وَحْىَ بَعْدَ مَوْتِىْ بَاطِلٌ وَمَا اشْتَهَرَ

اَنَّ جِبْرِيْلَ لَا يَنْزِلُ اِلَى الْاَرْضِ بَعْدَ مَوْتِ

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهُوَ لَا اَصْلَ لَهٗ۔

(روح المعانی جلد ۷ صفحہ ۶۵)

یعنی حدیث لا وحی بعد موتی باطل ہے اور یہ جو مشہور

ہے کہ جبریل نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد زمین

پر نازل نہیں ہوسکتے یہ بے اصل ہے۔

پس مودودی صاحب کی یہ دونوں باتیں کہ مسیح موعود نبی کی حیثیت میں

مبعوث نہیں ہوگا اور اس پر وحی نازل نہیں ہوگی حدیث نبوی کے بھی خلاف

ہیں اور علمائے امت کے عقیدہ کے بھی خلاف ہیں۔ اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا

کہ انہوں نے یہ دونوں باتیں کہاں سے اخذ کی ہیں کیونکہ خدا اور رسولؐ کے

اقوال تو ان کا ماخذ نہیں ہوسکتے۔

خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں مسیح موعود کا امتی نبی کی حیثیت میں آنا علمائے امت کو بجز مودودی صاحب مسلّم ہے۔ اور یہ عقیدہ بموجب حدیث صحیح مُسلم خاتم النبیین کے منافی نہیں اور آیت خاتم النبیین کے لازمی معنی آخری شارع اور مستقل نبی قرار پاتے ہیں نہ کہ محض آخری نبی جو بقول مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی محض ایک عامیانہ خیال ہے نہ کہ اہل فہم کے معنی پس مودودی صاحب کا رسالہ ختم نبوت ان کا کوئی علمی کارنامہ نہیں محض بعض سطحی خیالات کا مرقّع ہے۔

امام غزالیؒ پر افترا

مودودی صاحب نے جو حوالہ جات پیش کئے ہیں ان میں سے بعض میں کتر و بیونت سے کام لیا ہے لیکن امام غزالی علیہ الرحمتہ کے حوالہ میں صریح تحریف سے بھی کام لیا ہے چنانچہ اپنے رسالہ کے صفحہ ۲۲ پر مودودی صاحب نے امام غزالیؒ کی کتاب الاقتصاد صفحہ ۱۱۳ کے حوالہ سے ان کی طرف ذیل کی عبارت منسوب کی ہے:۔

"امت نے بالاتفاق اس لفظ لا نبی بعدی سے یہ سمجھا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اپنے بعد کسی نبی اور کسی رسُول کے کبھی نہ آنے کی تصریح فرما چکے ہیں اور یہ کہ اس میں کسی تاویل و تخصیص کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اب جو شخص اس

کی تاویل کرکے اسے کسی خاص معنی کے ساتھ مخصوص کرے

اس کا کلام محض بکواس ہے جس پر تکفیر کا حکم لگانے میں

کوئی امر مانع نہیں ہے کیونکہ وہ اس نص کو جھٹلا رہا

ہے جس کے متعلق تمام امت کا اجماع ہے "

(رسالہ ختم نبوت صفحہ ۲۴-۲۵)

جن الفاظ پر ہم نے خط کھینچ دیا ہے یہ الفاظ امام غزالی پر سراسر افتراء ہیں کیونکہ ان کی کتاب الاقتصاد صفحہ ۱۱۳ پر ہرگز ایسے الفاظ موجود نہیں۔ جن کا ترجمہ یہ الفاظ ہو سکیں۔ مولوی مودودی صاحب نے امام غزالیؒ کے فتویٰ کے رو سے احمدیوں کو خاتم النبیین کی نص کا مکذّب اور کافر ٹھہرانے کے لئے امام غزالی کی طرف یہ الفاظ منسوب کرکے ان پر افتراء کیا ہے۔ کیونکہ الاقتصاد میں کوئی ایسی عبارت موجود نہیں جس کا یہ ترجمہ ہو سکے ، جو مودودی صاحب نے درج کیا ہے بلکہ اس عبارت سے کچھ پہلے امام غزالی تحریر فرماتے ہیں :-

" جو شخص حضرت ابوبکرؓ کے وجود اور ان کی خلافت سے

انکار کرے اس کی تکفیر لازم نہیں ہوگی کیونکہ یہ اصول دین

میں سے جن کی تصدیق ضروری ہے کسی اصل کی تکذیب نہیں

ہے بخلاف حج اور نماز اور ارکانِ اسلام کے۔ ہم اسے

اجماع کی مخالفت کی بناء پر کافر نہیں ٹھہرائیں گے کیونکہ
ہمیں نظام کو کافر ٹھہرانے میں بھی اعتراض ہے۔ جو
سرے سے اجماع کے وجود کا ہی منکر ہے کیونکہ اجماع
کے قطعی حجت ہونے میں بہت شبہ ہے۔"

جب اجماع کے منکر پر امام غزالی اجماع کے قطعی حجت ہونے میں شبہ
کی بناء پر کفر کا فتوٰے نہیں لگاتے اور سرے سے اجماع کے وجود کے منکر
کو بھی کافر نہیں ٹھہراتے تو یہ کس طرح ممکن ہے وہ آگے چل کر خود ہی لا
نبی بعدی کی تاویل کرنے والے کو نص کا مکذب اور کافر ٹھہراتے؟ پس
مودودی صاحب نے امام غزالی کی طرف سے اپنے رسالہ ختم نبوت میں جو
عبارت نقل کی ہے اس کے خط کشیدہ الفاظ سراسر محرف ہیں اور امام
غزالی پر افتراء ہیں۔

ایک دینی عالم کی شان سے یہ بعید ہے کہ وہ خدا کے خوف کو بالائے
طاق رکھ کر حوالے کے پیش کرنے میں اس قسم کی خیانت سے کام لے جس کا
ارتکاب مودودی صاحب نے اس عبارت میں کیا ہے۔

مودودی صاحب یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ میں نے اپنی سمجھ کے مطابق امام
غزالی کی تحریر کا مفہوم لکھا ہے کیونکہ تحقیقاتی کمیشن کے سامنے دس سوالوں
کے جواب میں وہ امام غزالی کی کتاب الاقتصاد صفحہ ۱۱۴ کی عربی عبارت

میں بھی اسی تحریف کا ارتکاب کر چکے ہیں۔ تحقیقاتی کمیشن کے سامنے انہوں نے عربی عبارت یوں پیش کی تھی جو اُن کے مطبوعہ تیسرے بیان میں بھی درج ہے :-

ان الامّۃَ فھمت بالاجماع من ھٰذا اللفظِ انّہٗ اَفھمَ عدم النبیّ بعدہٗ ابداً و عدمَ رسول بعدہٗ و انّہ لیس فیہ تاویلٌ و لا تخصیصٌ فکلامہ من انواع الھذیان لا یمنع الحکم بتکفیرہٖ لانہٗ مکذبٌ لھٰذا النص الذی اجمعت الامۃ علی انّہ غیر مأوّلٍ و لا مخصوصٍ " (الاقتصاد صفحہ ۱۱۴)

اس عبارت میں بھی خط کشیدہ الفاظ محرف ہیں اور امام غزالی کی کتاب الاقتصاد صفحہ ۱۱۴ میں محولہ عبارت اس طرح موجود نہیں۔ غرض امام غزالی نے ایسے شخص کو جو اجماع کا منکر ہو لیکن وہ اصل نص کو مانتا ہو اس جگہ نص کا مکذب قرار نہیں دیا۔ امام غزالی کے نزدیک تو مأوّل کو کافر قرار نہیں دیا جا سکتا۔

سوال ۱۰ | کیا مودودی صاحب یا ان کے حامیوں میں یہ جرأت ہے کہ وہ خط کشیدہ عبارت مودودی صاحب سے

پیش کردہ الفاظ میں الاقتصاد سے دکھا سکیں؟ ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں
ولو کان بعضھم لبعض ظہیراً۔

واضح رہے کہ امت محمدیہ کا اجماع صرف اس بات پر ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی تشریعی نبی نہیں آسکتا۔ آیت خاتم النبیین اور لا نبی بعدی وغیرہ احادیث سے صرف شارع نبی کے انقطاع پر اجماع امت قرار دیا گیا ہے اور جماعت احمدیہ اس اجماع امت کو درست تسلیم کرتی ہے اور اس اجماع میں شریک ہے اور شارع نبی کی آمد کا کسی تاویل و تخصیص کے ساتھ جواز منافی ختم نبوت یقین کرتی ہے۔

آیت خاتم النبیین کی تفسیر

اللہ تعالیٰ نے سورہ احزاب میں فرمایا ہے۔ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۔ یعنی محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور نبیوں کی مہر ہیں اور اللہ ہر شے کو جاننے والا ہے۔

مودودی صاحب اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں:۔

"یہ آیت سورہ احزاب کے پانچویں رکوع میں نازل ہوئی ہے

اس رکوع میں اللہ تعالیٰ نے کفار و منافقین کے اعتراضات
کا جواب دیا ہے جو حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے سیدنا
محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے نکاح پر طعن و تشنیع اور بہتان و
افتراء کے طوفان اٹھا رہے تھے . . . . . .

ان کا اولین اعتراض یہ تھا کہ آپ نے اپنی بہو سے
نکاح کیا ہے حالانکہ آپ کی اپنی شریعت میں بھی بیٹے کی
منکوحہ باپ پر حرام ہے۔۔ اس کے جواب میں فرمایا گیا مَا كَانَ
مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ " محمد تمہارے مردوں
میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں " یعنی جس شخص کی مطلقہ سے
نکاح کیا گیا ہے وہ بیٹا تھا کب کہ اس کی مطلقہ سے نکاح حرام
ہوتا۔ تم لوگ تو خود جانتے ہو کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا سرے
سے کوئی بیٹا ہے ہی نہیں "

مودودی صاحب کا بیان یہاں تک بالکل درست ہے۔ مگر آگے وہ
لکھتے ہیں :-

" ان کا دوسرا اعتراض یہ تھا کہ اچھا اگر منہ بولا بیٹا حقیقی
بیٹا نہیں ہے جب بھی اس کی چھوڑی ہوئی عورت سے نکاح کر
لینا زیادہ سے زیادہ بس جائز ہی ہو سکتا تھا آخر اس کا کرنا کیا

ضرور تھا۔ اس کے جواب میں فرمایا گیا۔ ولکن رسول اللہ مگر وہ اللہ کے رسول ہیں یعنی ان کے لئے ضروری تھا کہ جس حلال چیز کو تمہاری رسموں نے خواہ مخواہ حرام کر رکھا ہے اس کے بارے میں تمام تعصبات کا خاتمہ کر دیں اور اس کی حلت کے معاملہ میں کسی شک وشبہ کی گنجائش باقی نہ رہنے دیں۔ پھر مزید تاکید کے لئے فرمایا ۔ وخاتم النبیین یعنی ان کے بعد کوئی رسول تو درکنار کوئی نبی تک آنے والا نہیں ہے کہ اگر قانون اور معاشرے کی کوئی اصلاح ان کے زمانے میں نافذ ہونے سے رہ جائے تو بعد کا آنے والا نبی یہ کسر پوری کر دے لہذا یہ اور بھی ضروری ہو گیا تھا کہ اس رسم جاہلیت کا خاتمہ وہ خود ہی کر کے جائیں "

(رسالہ ختم نبوت صفحہ ۶ - ۷)

یہ دوسرا اعتراض جو کفار و منافقین کی طرف سے آیت مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ پر وارد ہوتا مودودی صاحب نے بیان کیا ہے اس کا چونکہ کوئی تاریخی ثبوت مودودی صاحب کے پاس نہ تھا اس لئے رسالہ ختم نبوت کے حاشیہ میں اسے سیاق کلام سے ماخوذ قرار دیا ہے مگر آج تک کسی مفسر کا ذہن سوائے مودودی صاحب کے مَا كَانَ

مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ سے یہ اعتراض پیدا ہونے کی طرف منتقل نہیں ہوا۔ بلکہ یہ سوال آیت مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ سے صرف مودودی صاحب کے ذہن کی پیداوار ہے حالانکہ اگلے الفاظ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ دراصل اس سوال کا جواب بن ہی نہیں سکتے کہ چونکہ آپ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں اس لئے آپ کے لئے اس نکاح کا کرنا ضروری تھا۔ کیونکہ یہ سوال تو اس جواب کے بعد بھی باقی رہتا ہے کہ اگر آپ اللہ کے رسول و خاتم النبیین ہیں تو اس نکاح کے جائز ہونے کی صورت میں آپ کے لئے اس کا کرنا کیا ضروری تھا؟ یہ تو کوئی جواب نہیں کہ چونکہ آپ رسول اللہ اور خاتم النبیین ہیں اس لئے آپ کے لئے یہ نکاح کرنا ضروری تھا۔ امت کے لئے ایسے نکاح کی حلت خدا تعالیٰ اپنے کلام میں بیان کر سکتا تھا یا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اپنے قول سے اس کی حلت قرار دے سکتے تھے۔ تو کرنا کیا ضرور تھا کا جواب رسول اللہ اور خاتم النبیین کے الفاظ نہیں ہو سکتے۔ یہ سوال مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ سے اس لئے بھی پیدا نہیں ہوتا کہ اس اعتراض کا جواب کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ نکاح کیوں کیا ہے؟ جبکہ زید آپ کا منہ بولا بیٹا تھا۔ اللہ تعالیٰ آیت خاتم النبیین کے نزول سے پہلے خود ان الفاظ میں دے چکا تھا۔

فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِيَاۗىِٕهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا (احزاب ع ۵)

یعنی جب زیدؓ نے زینبؓ کو طلاق دے دی تو ہم نے اس کا نکاح تجھ سے کرا دیا تا مومنوں کے دل میں اپنے منہ بولے بیٹوں کی ازواج سے نکاح کرنے میں جبکہ وہ انہیں طلاق دے دیں کوئی انقباض باقی نہ رہے۔

لہٰذا اس آیت کی موجودگی میں مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ سے کوئی کافر اور منافق یہ سوال کرنے کا حق نہیں رکھتا تھا کہ آخر اس نکاح کا کرنا کیا ضرور تھا۔ کیونکہ اس کا جواب تو اللہ تعالیٰ پہلے ہی دے چکا تھا۔ پس وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ کے الفاظ ایسے سوال کا جواب نہیں ہو سکتے۔

اگر اس کے باوجود مودودی صاحب کو اصرار ہو کہ کم از کم ان کے روشن دماغ میں تو مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ سے زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ کی موجودگی میں بھی یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آپ نے یہ نکاح کیوں کیا؟ تو ہم ان کی خدمت میں عرض پرداز ہیں کہ انہوں نے وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ کے الفاظ کا یہ ترجمہ کس بناء

پڑ کیا ہے کہ "کوئی رسول تو درکنار کوئی نبی تک آنے والا نہیں ہے" حالانکہ درکنار کے مفہوم کے لئے آیت ہذا میں کوئی لفظ موجود نہیں بلکہ یہ لفظ آپ نے خاتم النبیین کے اپنے مفروض اور خیالی مفہوم کو سہارا دینے کے لئے ترجمہ میں داخل کر دیا ہے۔ اگر بالفرض اس جگہ مودودی صاحب کے خیال میں یہ سوال پیدا ہوتا تھا کہ اس نکاح کا کرنا کیا ضرور تھا؟ تو نکاح تو ایک شرعی مسئلہ تھا جسے ایک شارع نبی ہی اپنے قول یا فعل سے حل کر سکتا تھا اس لئے جواب میں "رسول اللہ" اور "خاتم النبیین" کے الفاظ اس صورت میں آپ کی شرعی حیثیت کو بیان کرنے کے لئے بے جا سکتے ہیں رسول اللہ کے الفاظ ایک شارع رسول کی حیثیت ظاہر کرنے کے لئے اور خاتم النبیین کے الفاظ نبیوں میں سے ایک مکمل شریعت لانے والے نبی کی حیثیت کو ظاہر کرنے کے لئے ہیں چنانچہ مودودی صاحب نے خود لکھا ہے۔

"یعنی اُن (آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم) کے لئے ضروری تھا کہ جس چیز کو تمہارے رسول نے خواہ مخواہ حرام کر رکھا ہے اس کے بارے میں تمام تعصبات کا خاتمہ کر دیں اور اس کی حلت کے معاملے میں کسی شک و شبہ کی گنجائش باقی نہ رہنے دیں"

(رسالہ ختم نبوت صـ۶)

جب اس غرض کے لئے بقول مودودی صاحب "رسول اللہ" اور "خاتم النبیین" کے الفاظ لائے گئے تو صاف ظاہر ہے کہ اس جگہ "رسول" سے مراد شارع رسول" اور "خاتم النبیین" سے مراد نبیوں میں سے شریعت کی ہر طرح سے تکمیل کر دینے والے نبی کے ہوئے جن کے بعد کوئی شارع نبی نہیں آسکتا بلکہ اگر آسکتا ہے تو ان کی خاتمیت کے فیض سے ہی اثر پذیر ہو کر اور ان کی شریعت کی پیروی کرنے کے بعد بہ حیثیت ایک امتی نبی ہی کے آسکتا ہے جیسا کہ مسیح موعود کا امتی نبی ہونا حدیثوں میں بھی مذکور ہے اور علماء امت کا بھی مذہب رہا ہے۔ مسیح موعود آپ کے بعد آنے والا بھی تھا اور امتی نبی بھی تھا۔ لہٰذا امتی نبوت ختم نبوت کے منافی نہیں۔ پس یہ سیاق کلام جو صرف مودودی صاحب کے دماغ کی پیداوار ہے۔ اس نے بھی انہیں کوئی فائدہ نہیں دیا بلکہ وہ اپنے مقصد میں سراسر ناکام رہے ہیں۔

اصل سیاق آیت

یہ بات ہم نے مودودی صاحب کے سیاق کو بطور فرضِ محال تسلیم کر کے جواباً لکھی ہے ورنہ در اصل سیاق آیت یہ ہے کہ جب خدا نے فرمایا مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ کہ محمد تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں تو اس سے کافروں کے دلوں میں طبعاً یہی ایک سوال پیدا ہو سکتا تھا کہ جب محمد رسول اللہ مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں تو (معاذ اللہ) وہ

ابتر اور لاوارث ہوئے۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس فقرہ میں آپ کے باپ ہونے کی نفی مطلق طور پر نہیں کی گئی بلکہ جسمانی طور پر باپ ہونے کی نفی کی گئی ہے ورنہ "رسول اللہ" اور "خاتم النبیین" ہونے کے لحاظ سے آپ معنوی اور روحانی باپ ضرور ہیں۔ رسول اللہ ہونے کے لحاظ سے آپ امت کے باپ ہیں اور خاتم النبیین ہونے کے لحاظ سے آپ نبیوں کے بھی باپ ہیں نہ کہ مطلق آخری نبی۔

ہمارے پیش کردہ سیاق کی حضرت مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند بھی تائید کرتے ہیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

"جیسے خاتَم بفتح تا کا اثر اور نقش مختوم علیہ میں ہوتا ہے ایسے ہی موصوف بالذات کا اثر موصوف بالعرض میں ہوتا ہے حاصل مطلب آیت کریمہ اس صورت میں یہ ہوگا کہ ابوت معروفہ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کسی مرد کی نسبت حاصل نہیں پر ابوت معنوی امتیوں کی نسبت بھی حاصل ہے اور انبیاء کی نسبت بھی حاصل ہے۔ انبیاء کی نسبت تو فقط آیت خاتم النبیین شاہد ہے کیونکہ اوصاف معروض اور موصوف بالعرض (یعنی دوسری نبوتیں اور دوسرے نبی) موصوف بالذات کی (آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم) فرع ہوتے ہیں اور موصوف بالذات

ہو صاف عرضیہ کی اصل ہوتا ہے اور وہ اس کی نسل
اور حیثیوں کی نسبت لفظ رسول اللہ میں غور کیجئے"

(تحذیر الناس ص۱۱)

خاتم النبیین کے ان معنوں کا مفاد وہ یہ بتلاتے ہیں :-

"اس صورت میں فقط انبیاء کے افراد خارجی (جو نبی آ چکے)
پر آپ کی فضیلت ثابت نہ ہو گی بلکہ افراد مقدرہ (جن کا آنا
تجویز کیا جائے) پر بھی آپ کی فضیلت ثابت ہو جائے گی بلکہ
اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر
بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا"

(تحذیر الناس ص۲۸)

خاتم النبیین کے حقیقی لغوی معنی سے مودودی صاحب کا انکار

مولوی مودودی صاحب نے خاتم النبیین کے معنی محض آخری نبی بیان کرنے
کے لئے عربی لغت کی کتابوں سے بعض حوالے پیش کئے ہیں مگر جیسا کہ آپ
معلوم کر چکے ہیں کہ حضرت مولوی محمد قاسم صاحب بانی دار العلوم دیوبند کے
ایک قول کے مطابق آخری نبی کے معنی کسی ذاتی فضیلت پر دال نہیں بلکہ یہ
خاتم النبیین کے عامیانہ معنے ہیں نہ اہل فہم کے معنے۔ اہل فہم کے معنے

ان کے نزدیک یہ ہیں کہ "جیسے خاتم بفتح تاء کا اثر اور نقش مختوم علیہ میں ہوتا ہے ایسے ہی موصوف بالذات کا اثر موصوف بالعرض میں ہوگا"

(تحذیر الناس صفحہ ۱۰)

گویا خاتم الانبیاء کے معنی آپ کے نزدیک نبوت میں مؤثر وجود ہیں ان معنی کی اصل حقیقت یہ ہے کہ لفظ ختم کے مصدری معنی میں صرف ایجاد کا مفہوم پایا جاتا ہے اور بنیادی طور پر موجد کے لئے صاحب کمال اور دوسروں سے افضل ہونا بھی ضروری ہے۔ چنانچہ مفردات راغب میں جو لغت قرآنی کی مستند کتاب ہے۔ لکھا ہے۔

اَلْخَتْمُ وَالطَّبْعُ يُقَالُ عَلٰى وَجْهَيْنِ مَصْدَرُ خَتَمْتُ وَطَبَعْتُ وَهُوَ تَاْثِيْرُ الشَّيْءِ كَنَقْشِ الْخَاتَمِ وَالثَّانِيْ اَلْاَثَرُ الْحَاصِلُ مِنَ النَّقْشِ (المفردات زیر لفظ ختم)

کہ ختم اور طبع کی دو صورتیں ہیں۔ صورت اول مصدری معنوں کے لحاظ سے "مہر کے نقش کی طرح آگے اثر پیدا کرتا" ہے۔ یہ ختم کے مصدری اور حقیقی معنے ہیں اور دوسرے معنی اس کے نقش سے حاصل شدہ اثر کے ہیں اور یہ معنی ختم کے مصدری معنوں کا اثر ہیں۔

پس مصدری یعنی لغوی معنی کے لحاظ سے خاتم الانبیاء حقیقی طور پر وہ شخص

ہوگا جو اپنے بعد کمالاتِ نبوت میں مؤثر ہو یعنی اپنے ذریعہ نبوت کا اثر چھوڑے اور اس کے فیض سے لوگوں میں کمالاتِ نبوت پیدا ہوں اور حسبِ ضرورت نبوت کا منصب بھی مل سکے۔ اور چونکہ ایسا صاحبِ کمال اللہ تعالیٰ نے صرف ایک شخص یعنی آنحضرتؐ کو ہی قرار دیا ہے اس لئے لازمی طور پر خاتم الانبیاء کا افضل الانبیاء ہونا اور آخر الانبیاء بمعنی آخری شارع اور مستقل نبی ہونا ضروری ہے۔ مطلق آخری نبی "خاتم الانبیاء" کے الفاظ کے صرف مجازی معنے تو ہو سکتے ہیں مگر حقیقی معنی نہیں۔ اور اگر مجازی معنے لئے جائیں تو خاتم الانبیاء ان معنوں سے ذاتی طور پر دوسروں سے کوئی فضیلت نہیں رکھے گا کیونکہ محض آخری ہونا بالذات کسی فضیلت کو نہیں چاہتا۔

آگے مفرداتِ راغب میں اسی جگہ بندش اور بلوغ الآخر کے معنوں کو ختم کے مصدری معنوں سے تجوز قرار دیا گیا ہے اور تفسیر بیضاوی کے حاشیہ پر خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ کی تفسیر میں یہ نوٹ دیا گیا ہے:-

فَاِطْلَاقُ الْخَتْمِ عَلَى الْبُلُوْغِ وَالْاِسْتِيْثَاقِ مَعْنًى مَجَازِيٌّ۔ (حاشیہ تفسیر بیضاوی)

یعنی لفظ ختم کا آخری اور بندش کے معنوں میں استعمال مجازی معنی ہیں اور مجازی معنے تب مراد ہوتے ہیں جب حقیقی معنے محال ہوں۔ ہم آیاتِ قرآنیہ سے حقیقی معنوں کی تائید دکھا چکے ہیں۔

مودودی صاحب نے لغت سے جو حوالے پیش کئے ہیں وہ صرف ختم کے مجازی معنے بتلاتے ہیں جیسے ختم الانباء و خاتم القوم وغیرہ کے معنی۔ مودودی صاحب کا حقیقی معنوں کو چھوڑ کر مجازی معنوں کی طرف رجوع کرنا ان کی کسی اچھی نیت اور تحقیق پر دال نہ ہونے کی وجہ سے عملاً حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک شان اور خاتم الانبیاء کے حقیقی معنی سے انکار کے مترادف ہے لیکن وہ "بکف چراغ دارد" کی مثل کے مطابق "الٹا جماعت احمدیہ کو منکر ختم نبوت قرار دے رہے ہیں جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو سچے دل سے لغت عرب کے حقیقی اور اصلی معنوں میں بھی خاتم النبیین یقین کرتی ہے اور ان معنوں کے بالتبع حضور علیہ السلام کو افضل النبیین اور آخری شارع اور آخری مستقل نبی بھی یقین کرتی ہے۔

مودودی صاحب کا افضل النبیین کے معنوں سے انکار

لیکن مودودی صاحب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں کمالات نبوت کی ایجاد اور اتم کے معنی سے انکاری ہیں اور اس کے معنی محض آخری نبی (جو صرف مجازی معنی ہو سکتے ہیں) لے کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء بمعنی افضل الانبیاء سے بھی انکار کر رہے ہیں۔ چنانچہ وہ خود لکھتے ہیں:۔

"ایک دوسری تاویل اس گروہ نے یہ بھی کی ہے کہ "خاتم النبیین"

کے معنی "افضل النبیین" کے ہیں یعنی نبوت کا دروازہ تو کھلا
ہوا البتہ کمالات نبوت حضور پر ختم ہو گئے ہیں۔ لیکن یہ مفہوم
لینے میں بھی وہی قباحت ہے جو ہم نے اوپر بیان کی ہے"

(رسالہ ختم نبوت صفحہ ۹)

مقصود آپ کا یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر کمالات کا ختم ہونا
جس کے نتیجہ میں آپ کا افضل النبیین ہونا لازم آتا ہے ایسے معنی ہیں جو مودودی
صاحب کے پیش کردہ سیاق کے خلاف ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین
کے معنوں کی وجہ سے افضل النبیین ثابت ہوں یا نہ ہوں مودودی صاحب کی بلا
سے، ان کا پیش کردہ خیالی اور مفروض سیاق ضرور درست رہنا چاہیے، خواہ
اس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذاتی خوبیوں اور فضیلت پر پانی پھر جائے
حالانکہ اگر وہ ذرا غور و تامل سے کام لیتے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر کمالات
کا ختم ہونا اور آپ کا افضل النبیین ہونا ان کے مفروض سیاق کے بھی خلاف
نہیں کیونکہ اس سے آپ آخری شارع نبی قرار پاتے ہیں۔

مودودی صاحب خاتم النبیین کے معنی آخر نبیوں کی مہر مان کر لکھتے ہیں:۔

"عربی لغت اور محاورہ کے رو سے خاتم کے معنی ڈاکخانے
کی مہر کے نہیں جسے لگا کر خطوط جاری کئے جاتے ہیں بلکہ
اس سے مراد وہ مہر ہے جو لفافے پر اس لئے لگائی جاتی ہے کہ

کہ نہ اس کے اندر کی چیز باہر نکلے نہ باہر کی کوئی چیز اندر جائے"

(رسالہ ختم نبوت ص۱۲)

لیکن جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر لفافہ والی مُہر لگ چکی ہے اور وہ لفافۂ انبیاءؑ کے اندر بند ہو چکے ہیں تو اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ اس بند لفافے سے مُہر توڑے بغیر نکل کر امت محمدیہ میں کیسے آسکتے ہیں؟ کیونکہ بقول اُن کے انبیاءؑ کے لفافہ پر مہر بندش والی لگ چکی سو اندر کا نبی باہر نہیں آسکتا۔ جب تک مُہر ٹوٹ نہ جائے اور یہ مُہر ٹوٹ نہیں سکتی۔ لہٰذا ان کا امت محمدیہ میں اصالتاً آنا محال ہوا۔ ہاں لفافہ والی مُہر پہلے انبیاء پر لگ سکتی ہے اور وہ سب انبیاء مستقل نبی ہیں۔ لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد آنے والے اُمتی نبی پر تو خاتم النبیین کی مُہر بند کرنے کے لئے نہیں لگ سکتی بلکہ اس کی تصدیق اور اس کے جاری کرنے کے لئے ہی لگ سکتی ہے۔ فتووں پر علماء کی مہریں فتووں کو جاری کرنے کے لئے ہوتی ہیں نہ کہ انہیں بند کرنے کے لئے۔ ڈاکخانہ والی مُہر سے پہلے فتووں والی مُہر کا رواج عام رہا ہے جو فتووں کو جاری کرتی یعنی مستند بناتی ہے۔ آخر مودودی صاحب خاتم النبیین کی مُہر کا کیوں علماء کی فتووں والی متداول اور قدیم سے رائج مہر پر قیاس نہیں کرتے۔ واضح رہے کہ ڈاکخانہ والی مُہر بھی عربی لغت اور محاورہ کے معنوں میں خاتم ہے نہ کہ لغت محاورہ عربی کے خلاف۔ عربی لغت کے معنی ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ اب محاورہ کے

معنی ملاحظہ ہوں جو بالکل لغت کے مطابق ہیں۔

خاتم کے محاورات

لغت کے اندر خاتم الاولیاء، خاتم الفقہاء، خاتم المحدثین اور خاتم الشعراء کا محاورہ شائع و ذائع ہے جس کے معنی کوئی عقلمند محض آخری ولی، محض آخری فقیہہ یا محض آخری محدث یا محض آخری شاعر نہیں لیتا۔ ایک شاعر کہتا ہے ؎

فَجِعَ القَرِیْضُ بِخَاتِمِ الشُّعَرَاءِ
وَغَدِیْرِ رَوْضَتِہَا حَبِیْبُ الطَّائِیْ

یعنی شعر خاتم الشعراء اور اس کے باغ کے تالاب حبیب الطائی کی وفات سے دردمند ہو گیا ہے۔

اس جگہ خاتم الشعراء کے معنی آخری شاعر نہیں کیونکہ یہی شعر کہنے والا خود بھی شاعر ہے جو اس وقت زندہ موجود تھا۔ اسی طرح خاتم الاولیاء کے معنے ہیں ایسا کامل ولی جس کے اثر اور فیض سے ولی پیدا ہوں اور خاتم الفقہاء اور خاتم المحدثین وہ اشخاص ہوں گے جن کے اثر اور فیض سے فقیہہ اور محدث پیدا ہوں اور خاتم الشعراء کے یہ معنے ہوں گے کہ وہ ایسا باکمال شاعر ہے کہ جس کے اثر سے شاعر پیدا ہو سکتے ہیں۔

یہ معنی لفظ ختم کے مصدری لغوی معنی کے لحاظ سے ہیں اور افضلیت کے معنی ان معنوں کے بالتبع پیدا ہوتے ہیں اور ان حقیقی معنی کو لازم ہوتے ہیں اور

خاتم النبیین ہیں یا آخریت کے معنی صرف اس حد تک مسلم ہوں گے جو ان حقیقی معنی سے اختلاف نہ رکھیں اور ان سے متضاد نہ ہوں اور ان کے ساتھ جمع ہو سکیں۔ محض آخری نبی کے معنے چونکہ مجازی معنی ہیں اور خاتم النبیین کے مصدری حقیقی لغوی معنی سے تضاد رکھتے ہیں اس لئے ان کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتے۔ ہاں آخری شارع اور آخری مستقل نبی ان معنوں کے ساتھ جمع ہو سکتے ہیں کیونکہ جب دنیا میں ایک ہی فرد حقیقی خاتم النبیین ہے تو ضروری ہے کہ وہ آخری شارع اور مستقل نبی بھی ہو۔ اور آئندہ نبوت صرف اس کی پیروی اور فیض کے واسطہ سے مل سکے نہ کہ براہ راست اور ایسا کے فیض سے آئندہ ہونے والا صرف امتی نبی کہلا سکتا ہو نہ کہ مستقل نبی۔ کیونکہ خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم شریعت تامہ کاملہ مستقلہ الی یوم القیامہ لانے والے نبی ہیں نہ کہ ایسے آخری نبی جو شریعت تامہ کاملہ مستقلہ الی یوم القیامہ کی استنادی حیثیت سے خالی ہو اور صرف نبوت عامہ کے لحاظ سے آخری نبی ہو۔

پس مودودی صاحب کو خاتم النبیین کے حقیقی معنوں سے انکار کر کے اور اس کے معنی محض آخری نبی کر کے اور ان کو حقیقی معنی سمجھ کر (حالانکہ یہ مجازی معنی ہیں) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فضل النبیین ہونے سے بھی انکار کرنا پڑتا ہے اور وہ ختم نبوت محمدیہ کے فیضان سے بھی منکر ہو رہے ہیں۔ ؎

خشت اول چوں نہد معمار کج ✦ تا ثریا مے رود دیوار کج

چونکہ خاتم النبیین کے معنوں کی بنیاد ہی مودودی صاحب نے غلط رکھی ہے اس

لئے جو عبارات اس پر انہوں نے تعبیر کی ہے وہ سرتاپا بیہودگی اور خاتم النبیین کی بزرگ شان کے منافی ہے۔ کجا مودودی صاحب کے یہ معنی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم گویا آخری بادشاہ کی طرح آخری نبی ہیں اور کجا ہمارے معنی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم انبیاء کے لئے مُہر ہیں یعنی روحانی شہنشاہ ہیں جن کی ماتحتی میں اور جن کی مہر ختمیت کی تاثیر فیض سے رُوحانی بادشاہ بھی ہو سکتے ہیں لیکن اس کے باوجود ہم تو مودودی صاحب کے نزدیک ختم نبوت کے منکر ٹھہرے اور مودودی صاحب ختم نبوت کے حقیقی لغوی معنی کا انکار کر کے اور افضل النبیین کے معنوں کو رد کر کے اور فیضانِ نبوتِ محمدیہ کو بند قرار دے کر ختم نبوت کے ماننے والے ہیں۔ گویا ختم نبوت اُن کے نزدیک نبوتِ محمدیہ کے فیضان کی بندش کا نام ہے اور خاتم النبیین آپ کی افضلیت بر انبیاء پر دال نہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت مولانا رُوم علیہ الرحمۃ تو فرماتے ہیں ؎

بہر ایں خاتم شد است او کہ بجود ⬥ مثلِ او نے بود نے خواہند بود

چونکہ در صنعت برد استاد دست ⬥ نے تو گوئی ختم صنعت بر تو است

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس لئے خاتم ہیں کہ سخاوت یعنی فیض پہنچانے میں نہ آپ کی مثل کوئی ہوا ہے اور نہ ہوگا جب کوئی استاد کاریگری میں اپنا کمال دکھاتا ہے تو کیا اسے مخاطب تو نہیں کہتا کہ اس پر کاریگری ختم ہو گئی ہے۔ پس خاتم النبیین کے حقیقی معنی میں نبوت کا فیض پہنچانے میں کامل کاریگر نبی۔ (مثنوی مولانا روم جلد ۶ صفحہ ۱۹)

پھر وہ آپ کا فیض یوں بیان فرماتے ہیں ؎

فکر کن در راہ نیکو خدمتے ٭ تا نبوت یابی اندر امتے

یعنی نیکی کی راہ میں گویا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت

میں ایسی خدمت بجا لا کہ تجھے امت کے اندر نبوت مل جائے۔ (مثنوی جلد ۱ صـ۳)

پس خاتم النبیین کے حقیقی معنی نبی تراش ہیں اور افضل النبیین اور آخری شارع

اور آخری مستقل نبی ہونا ان معنی کے توابع اور لوازم ہیں۔ نحوی لحاظ سے لکن سے پہلے

منفی جملہ ہو جیسا کہ آیت زیر بحث میں ہے تو اس کے بعد والا جملہ مثبت مفہوم رکھتا

ہے۔ پس لکن رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ کا جملہ منفی مفہوم نہیں رکھتا لہٰذا اس کے

معنی محض آخری نبی نہیں ہو سکتے کیونکہ ان کا مفہوم منفی ہے جو یہ ہے کہ آپ کے بعد

کوئی نبی نہیں۔ پس خاتم النبیین کے مثبت معنی اس جگہ نبی تراش ہیں اور اوپر کے باقی

معانی اس کے لوازم ہیں جو مثبت و منفی ہیں۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں :۔

"اللہ جل شانہٗ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحب خاتم بنایا یعنی آپکو

افاضہ کمال کے لئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اسی

وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا۔ یعنی آپ کی پیروی کمالات

نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوت

قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی" (حقیقۃ الوحی حاشیہ صـ۹۷)

سوال ۱۱ | کیا مودودی صاحب امام راغب اصفہانی کے ان معنوں کو جھٹلا سکتے ہیں کہ ختم "مصدر کے لغوی معنی" تاثیر الشئ "اور" اثر حاصل "ہیں اور باقی تمام معانی محض مجازی ہیں؟

حدیث آخر القبلہ کی تشریح

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے صحیح مسلم کی ایک حدیث میں وارد ہے :-

"اِنِّیْ اٰخِرُ الْاَنْبِیَاءِ وَاِنَّ مَسْجِدِیْ اٰخِرُ الْمَسَاجِدِ"

دوسری احادیث نبویہ "لَوْ عَاشَ اِبْرَاهِیْمُ لَکَانَ صِدِّیْقًا نَبِیًّا" اور "اَبُوْبَکْرٍ اَفْضَلُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ نَبِیٌّ" اور "اَبُوْبَکْرٍ خَیْرُ النَّاسِ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ نَبِیٌّ" میں جب خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا امکان قرار دیا ہے تو حدیث مندرجہ عنوان کی یہی تشریح ہو سکتی ہے کہ جن معنوں میں مسجد نبوی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک آخری مسجد ہے انہی معنوں میں آپ آخر الانبیاء ہیں۔ جس طرح مسجد نبوی کے بعد ایسی مساجد کا بنانا جائز ہے جن کا وہی قبلہ ہو جو مسجد نبوی کا قبلہ ہے خواہ ایسی مساجد عام مسلمان بنائیں یا مسیح موعود، ان کا بنانا مسجد نبوی کے ماتحت ہونے کی وجہ سے جائز ہوگا۔ اسی طرح آپ نے اپنے تئیں انہی معنوں میں آخر الانبیاء قرار دیا ہے کہ آپ کے مقابل میں کوئی نبی نہیں آ سکتا مگر آپ کے تابع نبی آ سکتا ہے جس کی وہی شریعت ہو جو آپ کی شریعت ہے۔

مودودی صاحب تین مسجدوں مسجد الحرام، مسجد اقصیٰ اور مسجد نبوی میں عبادت

کے زیادہ ثواب پر مذکورہ حدیثوں کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں :-

"حضورؐ کے ارشاد کا منشا یہ ہے کہ اب چونکہ میرے بعد کوئی نبی
آنے والا نہیں ہے اس لئے میری اس مسجد کے بعد دنیا میں
کوئی چوتھی مسجد ایسی بننے والی نہیں ہے جس میں نماز پڑھنے کا
ثواب دوسری مسجدوں سے زیادہ ہو اور جس کی طرف نماز کی غرض سے
سفر کرکے جانا درست ہو" (رسالہ ختم نبوت صفحہ ۱۳ حاشیہ)

جب مودودی صاحب کے نزدیک "آخر المساجد" کا یہ مطلب ہے کہ ایسی کوئی مسجد نہ بنے گی جس میں عبادت کا ثواب مسجد نبوی سے زیادہ ہو تو اس لحاظ سے "آخر الانبیاء" کے یہ معنے ہوئے کہ اب ایسا کوئی نبی نہیں ہوگا جس کا درجہ نبوت اور شان نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے درجہ سے بڑا ہو۔ پس جس طرح مسجد نبوی کے بعد کی مساجد ثواب عبادت میں مسجد نبوی سے کم درجہ کی ہوں گی، اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد جو نبی آئے گا وہ آپ سے کم درجہ کا ہوگا۔ اسی لئے احادیث نبوی میں مسیح موعود کو نبی اللہ بھی قرار دیا گیا ہے اور امتی بھی۔

سوال ۱۲ مودودی صاحب بتائیں کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان معنوں میں "آخر الانبیاء" تھے کہ آپ

مطلق آخری نبی ہیں تو آپ نے مسیح موعود کو کیوں نبی اللہ قرار دیا۔ اور اوپر کی تین حدیثوں میں اپنے بعد کیوں امکانِ نبی تسلیم فرمایا؟

نوٹ:۔ مودودی صاحب کی اصطلاح ختمِ نبوت پر پیش کردہ باقی احادیث کا اصولی جواب ہم امت کے مسلمہ آئمہ دین اور اولیائے امت اور فقہائے ملت کے اقوال سے دے چکے ہیں۔ تفصیلی جواب رسالہ الفرقان اپریل مئی ۱۹۶۲ء کے خاتم النبیین نمبر یا نشر و اشاعت کے رسالہ "القول المبین فی تفسیر خاتم النبیین" میں ملاحظہ فرمائیں۔ اس میں مفسرین کے اقوال کے متعلق بھی مفصل بحث درج ہے۔

مسیلمہ کذاب سے لڑائی کی وجہ

مودودی صاحب صحابہ کرام کے اجماع کے عنوان کے ماتحت اپنے رسالہ کے صفحہ ۳۳ پر لکھتے ہیں:۔

"صحابہ نے جس جرم کی بناء پر اُن (مسیلمہ اور اس کے ساتھیوں نا قل) سے جنگ کی تھی وہ بغاوت کا جرم نہ تھا بلکہ یہ جرم تھا کہ ایک شخص نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت

کا دعویٰ کیا اور دوسرے لوگ اس کی نبوت پر ایمان
لائے۔ یہ کارروائی حضور کی وفات کے فوراً بعد ہوئی
ہے۔ ابوبکر صدیق رض کی قیادت میں ہوئی ہے اور صحابہ کی
پوری جماعت کے اتفاق سے ہوئی۔ اجماعِ صحابہ کی اس
سے زیادہ صریح مثال شاید ہی کوئی ہو۔" (رسالہ ختم نبوت ص۲۳)

مودودی صاحب کا یہ دعویٰ سراسر بے بنیاد ہے کیونکہ صحابہ نے جس
جرم کی بناء پر مسیلمہ کذاب سے جنگ کی وہ یقیناً بغاوت کا جرم تھا
نہ کہ دعویٰ نبوت کا جرم۔ مسیلمہ کذاب نے دعویٰ نبوت تو آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کر رکھا تھا جب آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم نے اس بناء پر اس پر چڑھائی نہ کی تو حضرت ابوبکر رض اور صحابہ کرام رض
اس بناء پر اس پر کیسے چڑھائی کی جرأت کر سکتے تھے۔ مودودی صاحب
کا یہ بیان اسلامی تاریخ کے سراسر خلاف ہے اور انہوں نے تاریخی
حقائق کو چھپانے کی کوشش کی ہے ورنہ اصل حقیقت یہ ہے کہ مسیلمہ
باغی تھا اور اس کے ساتھی حربی مرتد تھے یعنی اسلامی اسٹیٹ (حکومت)
کی بغاوت کے جرم کے مرتکب ہو چکے تھے اس لئے ان سے محارب کفار کا
سا سلوک کیا گیا نہ کہ مسلمان باغیوں کا سا۔ چنانچہ تاریخ طبری مترجم اُردو
مطبوعہ حیدر آباد دکن کے حصہ اوّل جلد چہارم کے چند کوائف ملاحظہ

ہوں :-

(۱) مسیلمہ نے بغاوت کی تھی (ص۹۳)

(۲) چالیس ہزار کا لشکر جرار تیار کیا تھا (ص۱۰۰)

(۳) اس نے کہا کہ میں اپنی اور سجاح کی فوج کے ساتھ تمام عرب پر قبضہ کروں گا (ص۱۰۱)

(۴) اسلامی حکومت کے اندر یمامہ میں خود خراج وصول کرتا تھا (ص۱۰۲)

(۵) علاوہ ازیں تاریخ الخمیس جلد ۲ ص۱۵۷ پر لکھا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اس نے ہجر و یمامہ سے آپ کے مقرر کردہ والی ثمامہ بن اثال کو نکال دیا تھا اور خود ان کا حاکم بن گیا تھا۔

پس صحابہؓ نے مسیلمہ کذاب اور اس کے قبیلہ بنو حنیفہ کے خلاف محض ارتداد کی بنا پر جنگ نہیں کی بلکہ بغاوت کے جرم کی وجہ سے جنگ کی تھی کیونکہ مسیلمہ باغی تھا اور بنو حنیفہ محض مرتد نہ تھے بلکہ حربی مرتد تھے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اُس وقت جن قبائل عرب سے لڑائی کا حکم دیا ان میں ایسے قبائل بھی تھے جن میں کوئی مدعی نبوت موجود نہ تھا مگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اعلان کے مطابق سب ایسے لوگوں سے جنگ میں یکساں سلوک کیا گیا یعنی انہیں اسیر بنایا گیا اور ان کی عورتوں

اور بچوں کو غلام بنایا گیا۔ مسیلمہ کذاب کے متعلق حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کوئی ایسا خصوصی اعلان نہیں فرمایا تھا کہ اس کے دعویٰ نبوت کی وجہ سے اس کے خلاف چڑھائی کی جا رہی ہے۔

ہمارا چیلنج ہمارا چیلنج ہے کہ اگر مودودی صاحب سچے ہیں تو وہ ایسا خصوصی اعلان پیش کریں جس سے صحابہ کا اس بات پہ اجماع ثابت ہو خواہ سکوتی اجماع ہی ثابت ہو کہ مسیلمہ کذاب پر ہم اُس کے دعوئ نبوت کی وجہ سے چڑھائی کر رہے ہیں وہ باغی نہیں۔

مسیلمہ تشریعی نبوت کا مدعی تھا

واضح ہو کہ مسیلمہ کذاب تشریعی نبوت کا مدعی تھا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مدمقابل ہو کر نبوت کا دعویٰ کر رہا تھا۔ لہٰذا اگر کوئی ایسا اعلان بفرض محال حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف سے موجود بھی ہوتا تو زیادہ سے زیادہ اس سے یہ استدلال ہو سکتا تھا کہ صحابہؓ تشریعی نبوت کے دعویٰ کو ختم نبوت کے منافی سمجھتے تھے اس لئے تشریعی نبوت کا دعویٰ بھی چڑھائی کے موجبات میں سے ایک موجب تھا اور دوسرا موجب اس کی بغاوت تھی۔

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ مسیلمہ کذاب تشریعی نبوت کا مدعی

تھا۔ چنانچہ نواب صدیق حسن خان لکھتے ہیں:۔

اس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بالمقابل تشریعی
نبوّت کا دعویٰ کیا اور شراب اور زنا کو حلال قرار دیا۔
فریضۂ نماز کو ساقط کر دیا۔ قرآن مجید کے مقابلہ میں سورتیں
لکھیں۔ بہت سا شریر اور مفسد لوگوں کا گروہ اس کے تابع ہو گیا۔"

(حجج الکرامہ صہ ۲۴۳ ترجمہ از فارسی)

یہی مضمون طبری جلد اوّل صہ ۱۸۰ پر موجود ہے۔ پس مسیلمہ تشریعی نبوّت
کا مدعی ہونے کی وجہ سے کافر تھا اور اسلامی حکومت کی بغاوت کی وجہ
سے اس پر چڑھائی کی گئی اور اس سے محارب کفّار کا سا سلوک کیا گیا۔

حضرت ابوبکرؓ کی احتیاط

تاریخ طبری مترجم اردو جلد اوّل حصہ چہارم صہ ۳۶ پر لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ
نے لشکر کو ہدایت فرمائی تھی:۔

"ان مرتدین پر حملہ کرنے سے پہلے ان کے گاؤں کے باہر
اذان دینا۔ اگر وہ بھی اذان و اقامت کہیں تو ان سے کوئی
تعرض نہ کیا جائے"

یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی کمال احتیاط تھی کہ مسیلمہ کذّاب
اور ان کے ساتھیوں میں اسلامی اذان و اقامت کے پائے جانے پر

آپ نے اُن سے جنگ کرنے سے منع فرما دیا تھا۔ کہاں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی یہ حزم و احتیاط اور کہاں مودودی صاحب کی یہ ظالمانہ حرکت کہ وہ احمدیوں کو اذانیں دینے، قبلہ رُخ ہو کر اسلامی نمازیں پڑھنے اور پانچ بنائے اسلام پر ایمان رکھنے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین یقین کرنے کے باوجود مسیلمہ کذاب کی طرح جو تشریعی نبوت کا مدعی تھا، مرتد قرار دے کر واجب القتل ٹھہرانا چاہتے ہیں۔

سوال ۱۴ اس موقعہ پر ہمارا سوال یہ ہے کہ کیا ہمارے اس بیان کو پڑھ کر بھی مودودی صاحب یہ کہہ سکتے ہیں کہ مسیلمہ کذاب تشریعی نبوت کا مدعی نہیں تھا بلکہ امتی نبوت کا دعویدار تھا اور اس نے اسلامی اسٹیٹ کی کوئی بغاوت نہیں کی تھی بلکہ وہ اس کے ماتحت ایک پُرامن شہری کی طرح زندگی بسر کر رہا تھا؟

مفسرین کے اقوال

اجماع امت کے عنوان کے ماتحت مودودی صاحب نے مفسرین کے اقوال خاتم النبیین کے معنی میں پیش کر کے اس بات پر اجماع ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے کہ ساری امت کا اس بات پر اجماع ہے

کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ ان کا یہ دعویٰ اجماع باطل ہے کیونکہ تیرہ[۱۳] مسلمہ بزرگوں کے اقوال سے ہم دکھا چکے ہیں کہ آیت خاتم النبیین اور احادیث نبویہ میں صرف تشریعی نبوت کا انقطاع مراد ہے۔ امت کے اجماع کا دعویٰ اگر کیا جائے تو صرف اس بات پر کیا جا سکتا ہے کہ علماء سابقین کا صرف تشریعی اور مستقل نبوت کے انقطاع پر اجماع ہے اور اس اجماع میں جماعت احمدیہ بھی شامل ہے۔

جن مفسرین کے اقوال مودودی صاحب نے پیش کئے ہیں ان میں سے کوئی مودودی صاحب کا ہم خیال نہیں کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام جب نازل ہوں گے تو وہ مسلوب النبوۃ ہو کر آئیں گے۔ چنانچہ ان میں سے حضرت امام علی القاریؒ تو صاف لکھتے ہیں :-

"عیسٰی علیہ السلام کے نبی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تابع ہو کر احکام شریعت کے بیان کرنے اور آپ کے طریق کو پختہ کرنے میں کوئی منافات موجود نہیں خواہ وہ یہ کام اس وحی سے کریں جو اُن پر نازل ہو"

(ترجمہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۵ صفحہ ۵۶۴)

اور حضرت علامہ آلوسی مفسر قرآن اپنی تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں :-

"فَهُوَ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَبِيٌّ وَرَسُوْلٌ قَبْلَ الرَّفْعِ

وَفِی السَّمَاءِ وَ بَعْدَ النُّزُوْلِ اَیْضًا "

(روح المعانی جلد ۹ صـ۳۱)

یعنی حضرت عیسٰی علیہ السلام رفع سے پہلے بھی نبی اور رسول ہیں۔ آسمان میں بھی نبی اور رسول ہیں اور نزول کے بعد بھی نبی اور رسول ہیں۔

سوال ۱۴ ان اقوال کی موجودگی میں مودودی صاحب کس طرح علماء امت محمدیہ کا اس پر اجماع ثابت کر سکتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے تابع امتی نبی کا آنا بھی آیت خاتم النبیین کے منافی ہے؟

صدارت اور نبوت

مودودی صاحب عیسٰی علیہ السلام کی آمد کے متعلق لکھتے ہیں:۔

"ان کا آنا بلا تشبیہ اسی نوعیت کا ہوگا جیسے ایک صدر ریاست کے دور میں کوئی سابق صدر آئے اور وقت کے صدر کی ماتحتی میں مملکت کی کوئی خدمت انجام دے۔ ایک معمولی سمجھ بوجھ کا آدمی بھی یہ بات بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ ایک صدر کے دور میں کسی سابق صدر کے محض آجانے سے آئین

نہیں ٹوٹتا" (رسالہ ختم نبوت ص۵۹)

اس عبارت میں مودودی صاحب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو صدر اور حضرت عیسٰی علیہ السلام کو سابق صدر سے عملاً تشبیہ بھی دیتے ہیں مگر آپ یہ بھی لکھتے ہیں کہ آپ بلا تشبیہ ایسا لکھ رہے ہیں ۔ گویا " اسی نوعیت کا ہوگا جیسے " کے الفاظ آپ کی لغت میں تشبیہ کا فائدہ نہیں دیتے خیر یہ تو ایک جملہ معترضہ ہے ۔ اصل بات یہ ہے کہ علماء امت جیسا کہ پہلے ثابت کیا جا چکا ہے حضرت عیسٰی علیہ السلام کو بعد از نزول بھی نبی اللہ قرار دیتے چلے آئے ہیں مگر نبی نائب کی حیثیت میں ۔ پس جس طرح ایک صدر کے دور میں ایک نائب صدر کا وجود خلاف آئین نہیں ہوتا ۔ اسی طرح خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کی ماتحتی میں آپ کے کسی امتی کا نبی نائب کی حیثیت میں آنا بھی منافی خاتم النبیین نہیں ۔ یہ بات ہر کوئی آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ صدر کے ساتھ کسی نائب صدر کا وجود کسی طرح بھی خلاف آئین نہیں ۔

سوال ۱۵ کیا مودودی صاحب صدر کی موجودگی میں نائب صدر کو خلاف آئین قرار دے سکتے ہیں ۔

مودودی صاحب کے نزدیک نبی کی حقیقت

مودودی صاحب لکھتے ہیں ۔

"محض اصلاح کے لئے نبی دُنیا میں کب آیا ہے کہ آج صرف
اس کام کے لئے وہ آئے؟ نبی تو اس لئے مقرر ہوتا ہے کہ
اس پر وحی کی جائے اور وحی کی ضروریات یا تو کوئی نیا پیغام
دینے کے لئے ہوتی ہے یا پچھلے پیغام کی تکمیل کرنے کے لئے
یا اس کو تحریفات سے پاک کرنے کے لئے"

(رسالہ ختم نبوت ص۳۶)

نبی کی یہ تینوں صورتیں تشریعی نبی کی ہیں۔ نبی کی چوتھی صورت جو انہوں
نے اس سے پہلے ص۳۵ پر بیان کی ہے یہ ہے کہ

"ایک نبی کے ساتھ اس کی مدد کے لئے ایک اور نبی کی حاجت ہو"

اس کے متعلق وہ لکھتے ہیں :-

"اگر اس کے لئے کوئی نبی درکار ہوتا تو وہ حضورؐ کے زمانے
میں آپ کے ساتھ مقرر کیا جاتا۔ ظاہر ہے کہ جب وہ مقرر
نہیں کیا گیا تو یہ وجہ بھی ساقط ہو گئی" (رسالہ ختم نبوت ص۳۶)

اس کے متعلق عرض ہے کہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے مودودی صاحب
کی بیان کردہ پہلی تینوں صورتوں میں سے جو تشریعی نبوت کی صورتیں ہیں،
کسی صورت میں بھی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا، اور نہ جماعت احمدیہ انہیں
ایسا نبی یقین کرتی ہے۔ چوتھی صورت مودودی صاحب کے نزدیک

ساقط ہے۔ اب پانچویں صورت کے متعلق سُنیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے صحیح مسلم کی حدیث میں جس کا پہلے ذکر آچکا ہے مسیح موعود کو چار دفعہ
نبی اللہ قرار دیا ہے اور اس پر وحی کا نزول بھی بیان فرمایا ہے۔ شارع نبی تو
کوئی آنہیں سکتا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی نبی ہو نہیں
تو یہ پانچویں قسم کی نبوت اگر اصلاح خلق کے لئے نہیں ہے جو مسیح موعود کو
حاصل ہوگی تو مودودی صاحب بتائیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مسیح
موعود کو صاحب وحی اور نبی اللہ کیوں قرار دیا ہے؟ مطلق نبوت کے انقطاع
پر جب امت کا اجماع نہیں تو اب پانچویں قسم کا جو نبی آئے گا وہ اصلاح
کے لئے نہیں ہوگا تو اور کس غرض کے لئے ہوگا؟ حضرت امام عبدالوہاب
شعرانی علیہ الرحمۃ واشگاف الفاظ میں لکھتے ہیں:۔

"فَاِنَّ مُطْلَقَ النُّبُوَّةِ لَمْ تَرْتَفِعْ اِنَّمَا ارْتَفَعَتْ
نُبُوَّةُ التَّشْرِيْعِ" (الیواقیت والجواہر جلد ۲ ص۲ مبحث ۳)

پس بے شک مطلق نبوت نہیں اُٹھی صرف تشریعی
نبوت اُٹھی ہے

امید ہے کہ مودودی صاحب اب اپنے مضمون پر نظرِ ثانی کرکے اپنے
خیالات میں اصلاح فرمالیں گے اور یہ تسلیم کرلیں گے کہ محض اصلاح کے
لئے بھی نبی آسکتا ہے۔

بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد جو نبی آئے وہ سب اصلاحِ خلق کے لئے مبعوث ہوتے رہے جیسے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :-

إِنَّا أَنزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ أَسْلَمُوا لِلَّذِينَ هَادُوا ۔ (مائدہ رکوع)

یعنی بے شک ہم نے تورات نازل کی جس میں ہدایت اور نور ہے۔ اس تورات کے ذریعہ کئی نبی جو خدا تعالےٰ کے فرماں بردار تھے یہودیوں کے لئے بطور حَکَمْ کام کرتے تھے۔

مسیح موعود کی شان میں بھی حدیث نبوی میں حَکَمٌ و عَدَلٌ کے الفاظ وارد ہیں۔ اگر حکمیت اصلاحِ خلق کے مترادف نہیں تو مودودی صاحب یوں سمجھ لیں کہ پانچویں قسم کا نبی بشانِ حکمیت آتا ہے اور مسیح موعود کی نبوت بھی جو حدیثوں میں بیان ہوئی ہے وہ بھی بشانِ حکمیت ہے۔ پس بشانِ حکمیت نبی کا آنا جبکہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا امتی ہو، نبوت کی ایسی قسم ہے جو آیت خاتم النبیین کے منافی نہیں۔ اگر یہ منافی ختم نبوت ہوتی تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نہ مسیح موعود کو امتی نبی قرار دیتے نہ موسےٰ علیہ السلام کے بعد آنے والے نبیوں کی طرح اُسے امتِ محمدیہ میں حَکَم کی حیثیت میں آنے والا بیان فرماتے۔ فتدبروا یا اولی الابصار ۔

مسیح موعود اور دجال کی حقیقت

(۵) دجال کے ظہور اور مسیح ابن مریم علیہ السلام کے نزول کے متعلق کچھ احادیث درج کرنے کے بعد جو درحقیقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مکاشفات پر مشتمل ہونے کی وجہ سے تعبیر طلب ہیں، مودودی صاحب لکھتے ہیں :-

"آخری بات جو ان احادیث سے اور بکثرت دوسری احادیث سے بھی معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ دجال جس کے فتنہ عظیم کا استیصال کرنے کے لئے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو بھیجا جائیگا یہودیوں میں سے ہوگا اور اپنے کو مسیح کی حیثیت میں پیش کریگا۔ . . . . آج تک دنیا بھر کے یہودی اس مسیح موعود کے منتظر ہیں جس کے آنے کی خوشخبریاں ان کو دی گئی تھیں۔ . . . اس کی خیالی لذت کے سہارے صدیوں سے یہودی جی رہے ہیں اور یہ امید لئے بیٹھے ہیں کہ یہ مسیح موعود ایک جنگی اور سیاسی لیڈر ہوگا جو دریائے نیل سے دریائے فرات تک کا علاقہ (جسے یہودی اپنی میراث سمجھتے ہیں) انہیں واپس دلائے گا اور دنیا کے گوشے گوشے سے یہودیوں کو لا کر اسی ملک میں پھر سے جمع کر دے گا۔

اب اگر کوئی شخص مشرق وسطیٰ کے حالات پر ایک نگاہ ڈالے اور

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئیوں کے پس منظر میں ان کو دیکھے تو وہ
یہ فوراً محسوس کریگا کہ اس دجّال اکبر کے لئے اسٹیج بالکل تیار ہو چکا
ہے جو حضورؐ کی دی ہوئی خبروں کے مطابق مسیح موعود بن کر اٹھیگا
..... اس مسیح دجّال کے مقابلہ کے لئے اللہ تعالیٰ کسی مثیل مسیح کو
نہیں بلکہ اصلی مسیح کو نازل فرمائے گا..... مسیح دجّال ستر ہزار یہودیوں
کا لشکر لے کر شام میں گھسے گا اور دمشق کے سامنے جا پہنچے گا
ٹھیک اس نازک موقعہ پر دمشق کے مشرقی حصے میں سفید مینار
کے قریب (اور یہ سفید مینار اس وقت وہاں موجود ہے) حضرت
عیسٰی ابن مریم صبحدم نازل ہوں گے اور نماز فجر کے بعد مسلمانوں
کو اس کے مقابلہ پر لے کر نکلیں گے۔ ان کے حملے سے دجّال
پسپا ہو کر افیق کی گھاٹی سے (جہاں حدیث میں تو اس
کے خدا کے ہاتھوں ہلاک ہونے کا ذکر ہے ملاحظہ ہو حدیث ۲۱
مگر مودودی صاحب کی بناوٹ کے مطابق) اسرائیل کی طرف
پلٹے گا اور وہ اس کا تعاقب کریں گے۔ آخرکار لُدّ کے ہوائی
اڈے پہ پہنچ کر وہ اُن کے ہاتھ سے مارا جائے گا۔"

(رسالہ ختم نبوت ص۵۵ تا ۶۱)

ہم نے مودودی صاحب کے اقتباس کا ضروری حصہ انہی کے الفاظ میں

اُوپر درج کر دیا ہے۔ تعجب ہے کہ جس طرح یہودی سچے مسیح کا انکار کر کے بقول مودودی صاحب ایک اور اسرائیلی کے مسیح موعود بن کر آنے کے قائل ہیں جسے وہ اپنا جنگی اور سیاسی لیڈر سمجھتے ہیں۔ اسی طرح مودودی صاحب بھی سچے مسیح موعود کا انکار کر کے حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کے اُمت محمدیہ کا مسیح موعود بن کر بصورت جنگی و سیاسی لیڈر کے مسلمانوں کو انتظار دلانا چاہتے ہیں۔

یہودیوں سے کوئی مسیح موعود ظاہر نہیں ہوگا

مگر مودودی صاحب کی یہ امید کبھی بر نہیں آئے گی کہ یہودیوں میں سے کوئی شخص مسیح موعود کا دعویٰ کر کے کھڑا ہوگا جو در اصل مسیح الدجّال ہوگا اور یہودی اسے مسیح موعود قبول کر کے اپنا سیاسی اور جنگی لیڈر بنائیں گے کیونکہ یہودی تو ایلیاہ نبی کو آسمان پر زندہ مانتے ہیں اور اپنے موعود مسیح کی آمد سے پہلے ملاکی نبی کی پیشگوئی کے مطابق ایلیاہ نبی کے دوبارہ آسمان سے اُتر کر آنے کے قائل ہیں اور دیوارِ گریہ کے ساتھ سر جوڑ کر رو رو کر دعائیں کرتے رہتے ہیں کہ خدا تعالےٰ ایلیاہ نبی کو جلد دوبارہ بھیجے۔ انہوں نے ایلیاہ کے آسمان سے اصالتاً آنے کا قائل ہونے کی وجہ سے ہی اپنے سچے مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کا انکار کر دیا تھا اور ان کی اس تاویل کو صحیح تسلیم نہیں کیا تھا کہ

یوحنا (یحیٰی علیہ السلام) ایلیا کی قوت اور رُوح میں آنے کی وجہ سے پیشگوئی کا موعود ہے اس لئے ایلیا نبی اپنے مثیل کی صورت میں مجھ سے پہلے آچکا ہے۔ جب یہودیوں کے عقیدہ کا یہ حال ہے تو اُن میں سے کوئی مسیح موعود کا دعویٰ کر کے ان میں مقبول نہیں ہو سکتا جسے یہودی سچا تسلیم کر کے اپنا مسیح موعود اور جنگی اور سیاسی لیڈر مان لیں جب تک اصلی ایلیا ان کے عقیدہ کے مطابق آسمان سے نہ اُترے۔ پس نہ یہودیوں میں سے کوئی مسیح موعود بن کر آسکتا ہے جسے یہودی قبول کر لیں اور نہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو اس مفروض دجّال کو قتل کرنے کے لئے آنے کی ضرورت ہوگی۔

حدیثوں میں مذکور دجّال یہودیوں کی شاخ یعنی عیسائیوں سے ظاہر ہو چکا ہے اور اس سے مقابلہ کے لئے مسیح موعود کا ظہور بھی عرصہ ہوا، ہو چکا ہے مگر مودودی صاحب اسے شناخت نہیں کر سکے۔

دجّال سے متعلقہ احادیث پر مودودی صاحب کا سابقہ تبصرہ

مودودی صاحب لکھتے ہیں:-

(۱) "کانا دجّال وغیرہ سب افسانے ہیں جن کی کوئی شرعی حیثیت نہیں۔ ان چیزوں کو تلاش کرنے کی ہمیں کوئی ضرورت بھی نہیں۔ عوام میں اس قسم کی جو باتیں مشہور ہوں ان کی کوئی ذمہ داری

اسلام پر نہیں اور ان میں سے کوئی چیز اگر غلط ثابت ہو جائے تو اس سے اسلام کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا"

(ترجمان القرآن ستمبر، اکتوبر ۱۹۴۵ء)

(۲) "دجّال کے متعلق جتنی احادیث نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں ان کے مضمون پر مجموعی نظر ڈالنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حضورؐ کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے اس معاملہ میں جو علم ملا تھا وہ صرف اسی حد تک تھا کہ ایک بڑا دجّال ظاہر ہونے والا ہے اور اس کی یہ اور یہ صفات ہوں گی اور وہ ان خصوصیات کا حامل ہو گا لیکن آپؐ کو نہیں بتایا گیا کہ وہ کب ظاہر ہو گا اور کہاں ظاہر ہو گا اور یہ کہ آیا وہ آپؐ کے عہد میں پیدا ہو چکا ہے یا آپؐ کے بعد کسی بعید زمانہ میں پیدا ہونے والا ہے۔ ان امور کے متعلق جو مختلف باتیں حضورؐ سے احادیث میں منقول ہیں وہ دراصل آپؐ کے قیاسات ہیں جن کے بارے میں آپؐ خود شک میں تھے۔ کبھی آپؐ نے یہ خیال ظاہر فرمایا کہ دجّال خراسان سے اٹھیگا۔ کبھی یہ کہ اصفہان سے اور کبھی یہ کہ شام و عراق کے درمیانی علاقہ سے ..... آخری روایت یہ ہے کہ سنہ

میں جب فلسطین کے ایک عیسائی راہب (تمیم داری) نے آ کر اسلام قبول کیا اور آپ کو قصہ سنایا کہ ایک مرتبہ وہ سمندر میں (غالباً بحیرہ روم یا بحر عرب) سفر کرتے ہوئے ایک غیر آباد جزیرے میں پہنچے اور وہاں ان کی ملاقات ایک عجیب شخص سے ہوئی اور اس نے انہیں بتایا کہ وہ خود ہی دجّال ہے تو آپ نے ان کے بیان کو بھی غلط باور کرنے کی کوئی وجہ نہ سمجھی البتہ اس پر اپنے شک کا اظہار فرما دیا کہ اس بیان کے رو سے دجّال بحر روم یا بحر عرب میں ہے مگر میں خیال کرتا ہوں کہ وہ مشرق سے ظاہر ہو گا۔ یہ تردّد اوّل تو خود ظاہر کرتا ہے کہ یہ باتیں آپؐ نے وحی کی بنا پر نہیں فرمائی تھیں اور آپ کا گمان وہ چیز نہیں ہے جس کے صحیح نہ ثابت ہونے سے آپ کی نبوّت پر کوئی حرف آتا ہو یا جس پر ایمان لانے کے لئے ہم مکلّف کئے گئے ہوں۔ ... حضورؐ کو اپنے زمانہ میں یہ اندیشہ تھا کہ شاید دجّال آپ کے عہد میں ظاہر ہو جائے یا آپ کے بعد کسی قریبی زمانہ میں ظاہر ہو لیکن کیا ساڑھے تیرہ سو برس کی تاریخ نے یہ ثابت نہیں کر دیا کہ حضورؐ کا اندیشہ صحیح نہیں تھا۔ اب ان چیزوں کو اس طرح نقل و روایت کئے جانا کہ گویا یہ بھی

اسلامی عقائد میں نہ تو اسلام کی صحیح نمائندگی ہے اور نہ ہی
اسے حدیث کا صحیح فہم کہا جا سکتا ہے۔"

(رسالہ ترجمان القرآن فروری ۱۹۴۶ء و رسائل و مسائل ص۵۴)

اس بیان پر ذیل کے سوال پیدا ہوتے ہیں۔

سوال ۱۶ جب دجال کے متعلق روایات مودودی صاحب کے نزدیک مشکوک تھیں تو انہوں نے ان روایات کو کس سیاسی غرض کے ماتحت نقل کیا ہے کیونکہ مذہبی لحاظ سے تو بقول ان کے ان کا نقل روایت کرتے جانا نہ اسلام کی صحیح نمائندگی ہے اور نہ حدیث کا صحیح فہم؟

سوال ۱۷ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو "یہ نہیں بتایا گیا کہ دجال کب اور کہاں ظاہر ہوگا" تو مودودی صاحب نے کیوں اس مضمون میں یہ یقین دلانے کی کوشش کی ہے کہ دجال موعودہ ریاست فلسطین کے یہودیوں میں سے مسیح موعود کا دعویٰ کر کے کھڑا ہوگا اور پھر دمشق میں خروج کرے گا۔ حالانکہ تمیم داری کی روایت سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دجال کے متعلق فرما چکے ہیں کہ وہ مشرق سے ظاہر ہوگا اور دمشق مدینہ منورہ سے مشرق میں نہیں؟

(ب) مودودی صاحب دجال اور مسیح بن مریم کے نزول کے متعلق احادیث کے الفاظ یَکْسِرُ الصَّلِیْبَ کو ظاہری معنوں میں نہ لے کر ان کی اپنے

رسالہ میں یہ تعبیر کرتے ہیں کہ

"عیسائیت الگ دین کی حیثیت میں ختم ہوجائیگی" (ختم نبوت صہ)

اور حدیث کے الفاظ یَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ کے ظاہری معنے ترک کرکے ان کی یہ تعبیر کرتے ہیں کہ

"جب وہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) بتائیں گے کہ میں نے تو اپنے پیروؤں کے لئے سور حلال نہیں کیا تھا اور نہ شریعت کی پابندی سے آزاد ٹھہرایا تھا تو عیسائیت کی دوسری امتیازی خصوصیت کا بھی خاتمہ ہوجائے گا" (رسالہ ختم نبوت صہ)

یعنی اس طرح صلیب کا توڑنا ظاہری طور پر نہ ہوگا اور مسیح موعود ظاہری طور پر خنزیر کو قتل نہیں کرے گا بلکہ عیسائیوں کو اس کا گوشت کھانے کے لئے مارنے سے روک دینا حضرت مسیحؑ کے سوروں کو قتل کرنے سے تعبیر کیا گیا ہے گویا مودودی صاحب نے ان الفاظ کو استعارہ مان لیا ہے۔

سوال ۱۸ لہٰذا اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب حدیث کے ایک حصہ کو انہوں نے استعارہ مان لیا ہے تو کیوں اس کے دوسرے حصہ یعنی عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے دمشق کے منارہ کے پاس آسمان سے اُترنے اور دجّال کو حربہ کے ساتھ قتل کرنے کے الفاظ حدیث کو ایک مثیل مسیح کے

آسمانی تائید کے ساتھ آنے اور دلیل کے حربہ کے ساتھ دجال کی تحریک کو مٹانے کے لئے استعارہ یقین نہ کیا جائے؟

(ج) مودودی صاحب فرماتے ہیں:۔

"حیاتِ مسیح اور رفع الی السماء قطعی طور پر ثابت نہیں۔ قرآن کی مختلف آیات سے یقین پیدا نہیں ہوتا" (تقریر مودودی صاحب اچھرہ ۲۰ مارچ ۱۹۵۱ء ماخوذ از آئینہ مودودیت)

پھر فرماتے ہیں:۔

"مسیح علیہ السلام کے رفع کا مسئلہ متشابہات میں سے ہے"

(اخبار کوثر ۱۲ فروری ۱۹۵۱ء)

اس حقیقت کے باوجود مودودی صاحب نے اپنے رسالہ ختم نبوت میں پیش کردہ نزول مسیح کی احادیث سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے اصالتاً نازل ہونے کا یقین دلانے کی کوشش کی ہے حالانکہ احادیث کے متعلق ان کا مذہب یہ ہے:۔

"آیات قرآنی کے منزل من اللہ ہونے میں تو کسی شک کی گنجائش ہی نہیں۔ بخلاف اس کے روایات میں اس شک کی گنجائش موجود ہے کہ واقعی حضور کی ہیں یا نہیں" (رسائل و مسائل صفحہ ۲۷۰)

سوال ۱۹ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ مودودی صاحب نے کیوں اپنے

عقیدہ اور اس مسلک کے خلاف نزولِ مسیح کی احادیث سے حضرت عیسٰی علیہ السلام کے اصالتاً آسمان سے اُترنے پر عوام الناس کو یقین دلانے کی کوشش کی ہے جبکہ وہ از روئے قرآن مجید اُن کے آسمان پر زندہ اُٹھائے جانے کو قطعی اور یقینی نہیں سمجھتے اور روایات میں قرآن مجید کے بالمقابل اس شک کی گنجائش موجود قرار دیتے ہیں کہ یہ واقعی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہیں یا نہیں ؟

(۵) مودودی صاحب امام مہدی علیہ السلام کے متعلق ایک حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھ چکے ہیں :-

"حقیقت کو بالکل بے نقاب کر دینا جس سے حقی آزمائش اور امتحان کا کوئی موقعہ باقی نہ رہے حکمتِ خداوندی کے خلاف ہے کیسے باور کیا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سنّت کو امام مہدی ہی میں بدل دے گا اور ان کی بیعت کے وقت آسمان سے منادی کرے گا کہ لوگو! یہ ہمارا خلیفہ مہدی ہے اس کی سُنو اور اطاعت کرو" (ترجمان القرآن جون ۱۹۴۶ء)

سوال نمبر ۲ اس پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر مودودی صاحب حضرت عیسٰی علیہ السلام کے فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے دمشق کے مشرق میں سفید مینارہ کے پاس ظاہری طور پر اُترنے کا لوگوں کو کیوں

یقین دلانا چاہتے ہیں؟ کیا یہ امر سُنّت اللہ اور حکمت خداوندی کے خلاف نہیں؟ کیا اس سے حقیقت مہدی کے متعلق آسمان سے آواز آنے سے بڑھ کر بے نقاب نہیں ہو جاتی اور عقلی آزمائش اور امتحان کا موقعہ مفقود نہیں ہو جاتا۔

(۷) مودودی صاحب اپنے رسالہ میں یہ یقین دلانا چاہتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام کے نازل ہوتے ہی مسلمان اور عیسائی سب انہیں قبول کر لیں گے چنانچہ وہ لکھتے ہیں :-

"اس وقت ملتوں کے اختلافات ختم ہو کر سب لوگ ایک ہی ملت میں شامل ہو جائیں گے اور اس طرح نہ جنگ ہوگی اور نہ کسی پر جزیہ عائد کیا جائے گا" (رسالہ ختم نبوت ص۴۱)

سوال ۲۱ اس پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے لے کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک کسی نبی کے زمانہ میں بھی ایسا ہوا ہے کہ اس کے آتے ہی بلا مقابلہ اس کے زمانہ کے سب لوگوں نے اسے یکدم قبول کر لیا ہو۔ کیا ایسے عقیدہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بلحاظ قبولیت ایسی عظمت نہیں مل جاتی جو کسی نبی کو حاصل نہیں ہوئی حتیٰ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی یہ عظمت (نعوذ باللہ) حاصل نہ ہوئی کہ ان کی قوم نے بلا مقابلہ انہیں قبول کر لیا ہو؟

مودودی صاحب کی بے اصولی

پس مودودی صاحب کا دجّال اور نزولِ مسیح کے متعلق یہ سارا مضمون ان کے اپنے مسلّمات اور مسلک کے خلاف ہے اور ان کے بے اصولے پن کا ایک شاہکار ہے

ہمارا مسلک احادیث کے متعلق

ہمارا مسلک ایسی احادیث کے متعلق جو اخبارِ غیبیہ پر مشتمل ہیں کسی بے اصولی پر مبنی نہیں۔ چونکہ احادیث جو اخبارِ غیبیہ پر مشتمل ہیں وحی خفی یعنی مکاشفات سے تعلق رکھتی ہیں اس لئے ایسی احادیث مکاشفات اور رؤیائے صالحہ کی طرح تعبیر طلب ہوتی ہیں اور ہم ان کی ایسی تعبیرات کرتے ہیں جن سے عقلی آزمائش اور امتحان باقی رہے اور یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ کا ثواب اُٹھ نہ جائے اور سنّت اللہ اور حکمتِ خداوندی قائم رہے۔ اگر کسی جگہ دو یا زیادہ حدیثیں بظاہر مختلف مضمون بیان کرتی ہوں تو ہم ان میں تطبیق دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور اگر ایسی حدیثوں میں تطبیق نہ دی جا سکتی ہو تو پھر ہم اقرب الی الصواب کو ترجیح دیتے ہیں۔ ہم اخبارِ غیبیہ پر مشتمل احادیث کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے استخفاف پسند نہیں کرتے جیسا کہ مودودی صاحب نے کانا دجّال کے ذکر پر مشتمل احادیث کو افسانہ قرار دیا ہے جو صریح استخفاف ہے۔ مودودی صاحب نے تو ھٰذا خلیفۃ اللّٰہ المھدی کی حدیث کو ردّ کر دیا ہے مگر ہم اسے

بھی صحیح حدیث سمجھتے ہیں۔ کیونکہ احمدیوں کے نزدیک امام مہدی کے متعلق آسمانی نشان جو رمضان شریف میں چاند اور سورج کے گرہن کی صورت میں ظاہر ہوا وہ ایک طرح سے آسمانی آواز ہی تھی جو بتا رہی تھی کہ خدا تعالیٰ کا خلیفہ مہدی آچکا ہے اس کی سنو اور اطاعت کرو۔ مگر افسوس ہے کہ مودودی صاحب کے روحانی کان اس کے سننے سے محروم رہے۔ علاوہ ازیں کئی احمدیوں کو الہامی طور پر یہ خبر دیا جانا کہ امام آخرالزمان کا ظہور ہو چکا ہے آسمانی آواز ہی ہے جو انہوں نے اپنے دل کی گہرائیوں میں سُنی۔

اس موقعہ پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم دجّال کے ظہور اور مسیح ابن مریم کے نزول کے متعلق احادیث کی اہم باتوں کی تعبیرات بھی لکھ دیں۔

دجّال کے ظہور اور نزولِ مسیح کی احادیث کی صحیح تعبیرات

(۱) مسیح ابن مریم کے نزول سے ان کے کسی مثیل کا آسمانی تائید کے ساتھ آنا مراد ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مکاشفہ میں ان کا دو فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے اُترتے دکھائی دیئے جانے کی تعبیر یہ ہے کہ مثیل مسیح کو ملائکہ کی تائید حاصل ہوگی۔

(۲) صُبح کے وقت نازل ہونے سے مراد یہ ہے کہ مسیح موعود کا ظہور ایسے وقت ہوگا جبکہ اسلام سے تاریکی کا دَور دُور ہونے اور اُس کی

نشأۃ ثانیہ کا وقت آجائے گا۔

(۳) مسلمانوں کے صبح کی نماز کی تیاری کے وقت مسیح کے نازل ہونے سے یہ مراد ہے کہ مسیح موعود کی آمد سے پہلے مسلمانوں کی ایک جماعت خدمت اسلام کے لئے آمادہ ہوگی اور اس کی منتظر ہوگی اور اس کے دعویٰ کرنے پر اسے اپنا امام تسلیم کرلے گی۔ مسیح موعود کا اس وقت یہ کہنا کہ "فَرِّجُوْا بَیْنِیْ وَبَیْنَ عَدُوِّ اللّٰہِ" سے یہ مراد ہے کہ یہ جماعت دجّال سے مقابلہ کرنا چاہتی ہوگی مگر اپنے طریق پر اس کے مقابلہ کے قابل نہیں ہوگی۔ اس لئے دجّال کے مقابلہ میں مسیح موعود اپنے تئیں پیش کر دے گا اور اس کی دلیل کے حربہ سے دجّالی تحریک ختم ہوگی۔ یہی دجّال کا قتل ہے۔

(۴) دمشق کے مشرق میں سفید مینارہ کے پاس نزول کی تعبیر وہ مقام ہے جہاں مسیح موعود کا ظہور ہونے والا تھا۔ قادیان کا نورانی مقام دمشق سے مشرق میں ہی واقع ہے جہاں سے مسیح موعود نے دعویٰ کیا ہے۔ اس تعبیر سے دمشق کے مشرق میں مسیح کے نازل ہونے والی حدیث اور مدینہ منورہ کے مشرق میں دجّال کے ظاہر ہونے کی دونوں حدیثوں میں تطبیق ہو جاتی ہے ورنہ دمشق مدینہ منورہ سے مشرق میں نہیں۔

ان حدیثوں کے مطابق مسیح موعود کو دجّال کا مقابلہ ایسے مقام سے کرنا چاہیئے جو دمشق سے بھی مشرق میں ہو اور مدینہ منورہ سے بھی مشرق میں ہو اور

یہ مقام ہندوستان اور اس کا صوبہ پنجاب ہے۔

پس اسلام کی نشأۃ ثانیہ کی تحریک ہندوستان سے ہی شروع ہونے والی تھی جو مذاہب کی منڈی تھی اور یہ خصوصیت کسی اور ملک کو حاصل نہ تھی کہ اس میں سب مذاہب پائے جائیں۔

دمشق کے مشرق میں سفید مینارہ کے پاس مسیح کے نزول کی حدیث ایک طرح سے ظاہری الفاظ میں بھی پوری ہو چکی ہے کیونکہ ۱۹۲۴ء میں سیدنا حضرت میرزا بشیرالدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے سفرِ دمشق میں اس سفید مینارہ کے پاس نزول اجلال فرمایا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات میں آپ کے اس فرزند موعود کو بھی ایک مسیح قرار دیا گیا ہے۔ نیز نائب کے ذریعہ کسی پیشگوئی کا پورا ہونا بھی منیب کے ہاتھ سے ہی پورا ہونا سمجھا جاتا ہے جیسے حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں آپ کے ایک مکاشفہ میں قیصر و کسریٰ کے خزائن کی چابیاں دی گئیں مگر یہ پیشگوئی حضرت عمرؓ کے ہاتھ پر ان کی خلافت کے زمانہ میں پوری ہوئی (صحیح بخاری جلد ۴ صفحہ ۱۵ باب رؤیا اللیل) حضرت مسیح موعود علیہ السلام قبل ازیں اس کی تعبیر میں فرما چکے تھے ثُمَّ يُسَافِرُ الْمَسِيحُ الْمَوْعُودُ أَوْ خَلِيفَةٌ مِنْ خُلَفَائِهِ إِلَى أَرْضِ دِمَشْقَ۔ (حمامۃ البشریٰ صفحہ ۳۷)

(۵) روایت ۲۱ کے ان الفاظ سے کہ پتھر اور درخت پکار اٹھیں گے، کہ اے عبداللہ! اے عبدالرحمٰن! اے مسلم یہ الیہودی ہے اسے قتل کردو۔ مودودی

صاحب کو یہ غلط فہمی ہوئی ہے کہ دجّال یہودی ہو گا حالانکہ یہ سب الفاظ بھی تعبیر طلب ہیں کیونکہ پتھر اور درخت کا ظاہری طور پر پکار اُٹھنا بھی اسی طرح سنت اللہ اور حکمتِ خداوندی کے خلاف ہے جیسے مودودی صاحب کے نزدیک آسمان سے یہ آواز آنا کہ یہ ہمارا خلیفہ مہدی ہے اس کی سُنو اور اطاعت کرو، سنت اللہ اور حکمتِ خداوندی کے خلاف ہے۔ پس حجر اور شجر کے پکار اُٹھنے کی تعبیر یہ ہے کہ جن دلائل کو دجّال مضبوط اور تسلّی دہندہ سمجھ کر ان کی پناہ لے رہا ہو گا۔ وہ دلائل بزبانِ حال مسیح موعود اور اس کی مسلم جماعت کے سامنے خود اپنی کمزوری کا اعلان کر رہے ہوں گے اور مسیح موعود اور اس کی جماعت کے دلائل کے سامنے دجّال اپنے ان دلائل سے کوئی پناہ اور سہارا نہیں پا سکے گا۔ اور حسب آیت لِیَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ کہ ہلاک ہوا وہ جو دلائل سے ہلاک ہو۔ دجّال دلائل کی رو سے ہلاک ہو جائیگا اور یہی اس کا قتل کیا جانا ہے۔ جس کے بعد اس کی قوم اسلام میں نیا رُوحانی جنم لے گی۔

کسرِ صلیب اور قتلِ خنزیر کے الفاظ کی تعبیر خود مودودی صاحب نے بھی یہی کی ہے کہ عیسائیت الگ دین کی صورت میں ختم ہو جائے گی۔

(۲) اس حدیث میں دجّال کو "یہودی" اس لئے کہا گیا ہے کہ عیسائیت بھی دراصل یہودی مذہب کی ایک شاخ ہے۔ نیز اپنے زمانہ

کے مسیح موعود کا انکار کرنے کی وجہ سے جس طرح یہود نے حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کا انکار کر دیا تھا۔ دجّال یہودیوں سے مشابہت رکھنے اور ان کا مثیل ہو جانے کی وجہ سے تمثیلی زبان میں " الیھودی " قرار دیا گیا ہے۔ پس الیھودی دجّال کا وصفی نام ہے نہ کہ خاندانی۔ کیونکہ اسی حدیث میں آگے مسیح موعود کی جماعت کے متعلق لکھا ہے۔ وَ یَکْسِرُوْنَ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلُوْنَ الْخِنْزِیْرَ کہ وہ صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے جس سے خود مودودی صاحب عیسائیت کا الگ دین کی صورت میں ختم ہو جانا مراد لے رہے ہیں۔ پس مسیحی دجّال دراصل یہودی نہیں۔ اسے تمثیلاً الیھودی قرار دیا گیا ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص دجّال کے فتنہ سے بچنا چاہے وہ سورۂ کہف کی پہلی دس آیات کی تلاوت کرے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ ہے کہ یہ آیات پڑھنے والا دجّال کے نمایاں وصف کو معلوم کر کے اس کی شناخت کر لے گا۔ اس لئے اس کے فتنہ میں مبتلا ہونے سے بچ جائے گا۔ سورۂ کہف کی پہلی دس آیات میں دجّال کا پتہ دینے والی اہم آیت یہ ہے:-

وَّیُنْذِرَ الَّذِیْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰہُ وَلَدًا ۝ مَا لَھُمْ بِہٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِھِمْ (کہف رکوع ۱)

یعنی اللہ تعالےٰ انہیں خبردار کرتا ہے جنہوں نے کہا کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے لئے بیٹا بنا لیا ہے۔ اس بات کا نہ انہیں علم ہے اور نہ اُن کے آباء کو۔

سورۃ مریم میں اس کو فتنۂ عظیمہ قرار دیا گیا ہے

سورۃ مریم کے آخر میں جس کا تعلق عیسائیوں سے ہے اس فتنۂ عظیمہ کا ذکر تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ۝ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ۝ کی آیت میں کیا گیا ہے یعنی قریب ہے کہ ان کے خدا کا بیٹا بنانے سے آسمان پھٹ جائیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ٹوٹ کر گر پڑیں۔ اس سے بڑا مذہبی فتنہ قرآن مجید میں اور کوئی بیان نہیں ہوا۔ اور حدیث میں سب سے بڑا فتنہ دجّال کا قرار دیا گیا ہے۔ پس دجّال کا خروج عیسائیوں میں سے ہی ہونے والا تھا۔ چنانچہ خدا کا بیٹا بنانے والے اور اس عقیدہ پر اصرار کرنے والے اس آخری زمانہ میں مغربی اور یورپین پادری ہیں جو اس عقیدہ کی جابجا تبلیغ کرتے پھرتے ہیں کہ مسیح ابن مریم علیہ السلام ابن اللہ ہیں بلکہ وہ خود خدا ہیں۔

پس دجّال دراصل عیسائیوں میں سے ہی ظاہر ہونے والا تھا نہ کہ یہودیوں میں سے عُزیر کو خدا کا بیٹا قرار دینے والے یہودی جو عرب میں

صدیا اسلام میں موجود تھے۔ اب بالکل معدوم ہو چکے ہیں۔

(۷) مسیح موعود کا حربہ جس سے وہ دجال کو قتل کرنے والا تھا محض سماوی حربہ ہے۔ کیونکہ صحیح بخاری کی حدیث میں مسیح موعود کے متعلق یَضَعُ الْحَرْبَ کے الفاظ وارد ہیں (جن کا یہ مطلب ہے کہ مسیح موعود لڑائی کو روک دے گا۔ یعنی اس کا مقابلہ روحانی ہوگا نہ ظاہری لڑائی سے) یہ سماوی حربہ اس بات کا ثبوت مہیا کرتا ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام صلیبی موت سے بچ کر کشمیر کی طرف ہجرت کر گئے تھے۔ اور وہاں آپ نے اپنی طبعی زندگی کے دن گذار کر وفات پائی تھی۔

کتاب جیزز ان روم (JESUS IN ROME) کے بیان سے ظاہر ہے کہ اب محقق عیسائی بھی اس خیال کی حمایت کرنے لگے ہیں۔ حال ہی میں کوہ ایتھاس سے انجیل مرقس کا ایک قدیم نسخہ برآمد ہوا ہے جس میں مسیح کے مشرق میں ظاہر ہونے کا ذکر ہے۔ جو صاحب اس مضمون کے متعلق سیر حاصل بحث معلوم کرنا چاہیں، وہ ہمارے ذیل کے رسائل و کتب کا مطالعہ کریں:۔

(۱) مسیح ہندوستان میں۔ مصنفہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ۔

(۲) مسیح مشرق میں (۳) مسیح کشمیر میں

(۴) صحائف قمران (۵) قبطی انجیل کا انکشاف

(۷) مسیح بلاد شرقیہ میں

ان میں سے بعض رسائل صیغہ نشر و اشاعت نظارت اصلاح و ارشاد ربوہ سے طلب کئے جا سکتے ہیں۔

اس عقیدہ کے پھیل جانے سے عیسائیت اور یہودیت دونوں کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ جہاں جہاں یہ عقیدہ پھیلتا جا رہا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیبی موت سے بچ کر مشرق میں ہجرت کر گئے تھے وہاں دجالی تحریک ساتھ ہی ساتھ ناکام ہوتی جا رہی ہے۔

(۸) مودودی صاحب کی پیش کردہ احادیث میں دجال کا مقام قتل دمشق بھی بیان ہوا ہے (حدیث ۱۴) جبل افیق کی گھاٹی کا قرب بھی (حدیث ۲۰) اور باب لُد بھی (حدیث ۱۵) جبل افیق اور باب لُد کے درمیان مودودی صاحب کے رسالہ میں دیئے گئے نقشہ کے مطابق بعد المشرقین ہے۔ یعنی جبل افیق ریاست فلسطین سے باہر شمال مشرق میں ہے اور باب لُد ریاست کی سرحد پر جنوب مغرب میں۔

اس امر کی وضاحت کے لئے ہم مودودی صاحب کے رسالہ ختم نبوت میں دیئے گئے نقشہ کا عکس درج ذیل کرتے ہیں۔

(نقشہ کا عکس اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو)

شمال
مشرق
مغرب
لبنان
دمشق
شام
یہودی ریاست
بحیرہ طبریہ
دریائے اردن
تل ابیب
بیت المقدس
مصر
پیمانہ بحساب میل

اِس نقشہ سے یہ حقیقت واضح ہے کہ جبلِ اَفیق سے باب لُدّ بہت دُور واقع ہے۔ اور دونوں جگہ دجّال کی ظاہری ہلاکت درست نہیں ہو سکتی مودودی صاحب نے دونوں حدیثوں میں تطبیق دینے کے لئے یہ تاویل کی ہے کہ دجّال جبلِ اَفیق سے حضرت مسیح بن مریم علیہ السلام سے پسپا ہونا شروع ہوگا اور آپ باب لُدّ تک تعاقب کر کے اسے قتل کریں گے۔ گویا ایک حدیث میں دجّال کی ہلاکت کی تعبیر ان کے نزدیک دجال کی پسپائی ہے۔ مگر یہ تعبیر بھونڈی ہے کیونکہ دجّال کی ہلاکت کے لئے حدیثوں میں تین مقام بیان ہوئے ہیں۔ اوّل دمشق، دوم جبل افیق، سوم باب لُدّ۔ چونکہ دجّال کا قتل ظاہری طور پر مراد نہیں تھا بلکہ مودودی صاحب کی کسرِ صلیب اور قتلِ خنزیر کی تعبیر کی طرح اس کی تعبیر بھی عیسائیت کا ختم ہو جانا ہے۔ لہذا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اِن تینوں مکاشفات کی تعبیر یہ ہے کہ دجّالی تحریک کا انجام کار شہروں میں بھی خاتمہ ہو جائے گا۔ پہاڑی علاقوں میں بھی خاتمہ ہو جائے گا اور میدانی علاقوں میں بھی خاتمہ ہو جائیگا۔

دمشق شہروں کا قائم مقام ہے اور جبلِ افیق پہاڑی مقامات کا اور باب لُدّ میدانوں کے دیہاتی علاقوں کا۔ اس طرح یہ سب حدیثیں ایک دوسرے کے مطابق ہو جاتی ہیں اور دجّال کے ہر جگہ کلّی استیصال کو ظاہر کرتی ہیں۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دمشق، جبلِ افیق اور باب لُد وغیرہ کے بعض علاقوں کا مکاشفات میں دکھایا جانا اس حقیقت کی طرف اشارہ کرنے کے لئے بھی تھا کہ بگڑی ہوئی عیسائیت کی بنیاد اور تبلیغ کے لئے یہ علاقے ایک تاریخی پسِ منظر کی حیثیت رکھتے تھے۔

دجالی تحریک کا لمبا مقابلہ

احادیث میں دجالی تحریک کا ساری دنیا میں مسیح موعود کے حربہ سے یکدم ختم ہو جانا مراد نہیں بلکہ جس طرح مذہبی تحریکات کامیابی کے لئے ایک لمبے وقت اور جدّوجہد کو چاہتی ہیں اسی طرح دجالی تحریک کے کلّی استیصال کے لئے لمبا زمانہ چاہیئے جبکہ تمام مذاہب کو خدا تعالیٰ بموجب حدیثِ نبوی ہلاک کرکے اسلام میں داخل کردے گا۔ چنانچہ ایک حدیث نبوی میں بروایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ وارد ہے:۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ....قَالَ مُوْسٰی یَارَبِّ اِنِّیْ اَجِدُ فِی الْاَلْوَاحِ اُمَّۃً یُؤْتَوْنَ الْعِلْمَ الْاَوَّلَ وَالْاٰخِرَ فَیَقْتُلُوْنَ قُرُوْنَ الضَّلَالَۃِ الْمَسِیْحَ الدَّجَّالَ (دلائل النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۱۲)

یعنی ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ... موسیٰ نے کہا اے میرے رب

میں دلواح میں ایک قوم کا ذکر پاتا ہوں جنہیں پہلا اور آخری علم دیا جائیگا۔ پس وہ ضلالت کی صدیوں میں مسیح الدجال کا مقابلہ کرتے رہیں گے

اس حدیث کی روشنی میں مسیح موعود کی جماعت کو دجال کے ساتھ لمبا عرصہ مقابلہ کرنا پڑیگا۔ تب جا کر دجالی تحریک کا خاتمہ ہوگا اور اس طرح دجال ہلاک ہوگا یہ نہیں کہ مسیح موعود کے دعویٰ کے ساتھ ہی آناً فاناً دجال قتل کر دیا جائے گا۔

(۹) مودودی صاحب کی پیش کردہ احادیث میں ہے کہ مسیح کے دَم سے کافر مریں گے اور جہاں تک اس کی نظر پہنچے گی وہاں تک اس کا دَم پہنچے گا۔ ظاہری طور پر یہ اعجوبہ بھی عقلی آزمائش اور امتحان کو کالعدم کرتا ہے اور سنّتِ الٰہیہ اور حکمت خداوندی کے خلاف ہے۔ لہٰذا مسیح موعود کے دَم سے کافروں کے مرنے کی تعبیر یہ ہے کہ مسیح موعود کی بددُعا سے وہ کافر مریں گے جن پر اس کی بددُعا کے لئے نظر پڑے گی۔ یہ مراد نہیں کہ اس کا سانس زہریلا ہوگا جس سے ہر کافر حدِّ نظر تک مرتا چلا جائے گا۔ اگر یہ مراد ہوتی تو دجّال کو حربہ سے قتل کرنے کی ضرورت ہی نہ ہوتی مسیح موعود کا زہریلا سانس ہی اسے ہلاک کر دیتا چونکہ دجّال ایک شخص نہیں بلکہ ایک خاص تحریک ہے اس لئے اس کا استیصال

ؔ حدیث میں پہلے اور پچھلے علم پر قتل دجّال متفرع کیا گیا ہے۔ لہٰذا دجّال کا قتل علمی دلائل سے ہوگا نہ مادی حربہ سے۔

دلیل کے ساتھ لمبے عرصہ تک مقابلہ کو چاہتا ہے۔

(۱۰) دجّال کی روایات میں اس کے مقامات خروج میں اختلاف ہے۔ اس کا خراسان سے خروج بھی مذکور ہے۔ اصفہان سے خروج بھی مذکور ہے۔ دمشق اور شام و عراق کے درمیان سے خروج بھی مذکور ہے۔ تمیم داری کی روایت کے مطابق جزیرہ سے خروج بھی مذکور ہے اور مدینہ منورہ سے مشرق میں خروج بھی مذکور ہے۔

ان روایات میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ دجّال ایک شخص نہیں بلکہ اس کے مظاہر مختلف اشخاص اور اس کی تحریکات ہیں جو مختلف مقامات سے مختلف رنگوں میں خروج کرنے والے تھے۔ جزیرہ (برطانیہ) سے نکل کر ہندوستان میں خروج کرنے والا دجّال یورپین پادریوں کی تحریک تھی، جس کا انگریزوں کے ہندوستان پر مسلّط ہونے کے بعد ایک سیلاب اُمڈ آیا تھا اور اس وقت مسلمانوں کے کئی شریف گھرانے عیسائیت کی آغوش میں چلے گئے تھے اور جا رہے تھے۔

(۱۱) مودودی صاحب کانا دجّال کے ذکر پر مشتمل احادیث کو افسانہ قرار دے چکے ہیں۔ مگر ہم ان احادیث کو اُن کی طرح افسانہ نہیں بلکہ تعبیر طلب سمجھتے ہیں کیونکہ دراصل ایسی حدیثیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کشوف پر مشتمل ہیں۔ پس دجّال کے دائیں آنکھ سے کانا ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس کی

رُوحانی آنکھ نابینا ہوگی۔ چنانچہ یورپین پادریوں کی دینی نابینائی کا اِس سے بڑھ کر کیا ثبوت ہے کہ وہ ایک انسان کو خدا بنا رہے ہیں جو تمام حوائج بشری رکھتا تھا۔

(۱۲) دجال اور مسیح ابن مریم کے نزول کے متعلق جو احادیث مودودی صاحب نے پیش کی ہیں ان میں سے بعض میں ہے کہ مسیح علیہ السلام مسلمانوں کے امیر کے پیچھے نماز پڑھیں گے اور بعض میں ہے کہ وہ خود امام ہوں گے دونوں قسم کی روایات میں بظاہر تضاد ہے۔ مودودی صاحب نے دوسری قسم کی احادیث کو رد کر دیا ہے اور مسیح ابن مریم کو بعد از نزول مسلمانوں کے امیر کے تابع قرار دیا ہے جو ایک نبی کی صریح ہتک ہے۔ ہمارے نزدیک دونوں قسم کی احادیث میں یوں تطبیق ہو سکتی ہے کہ چونکہ دوسری احادیث سے ثابت ہے کہ آخری زمانہ کے مامور کی دو حیثیتیں ہیں، ایک مقام مہدویت کی اور دوسری مقام عیسویت کی جیسا کہ مسند احمد حنبل کی حدیث یُوْشِکُ مَنْ عَاشَ مِنْکُمْ اَنْ یَلْقٰی عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ اِمَامًا مَہْدِیًّا سے ظاہر ہے کہ جس شخص کو عیسیٰ قرار دیا گیا ہے اسی کو امام مہدی بھی قرار دیا گیا ہے۔ یہ موعود امام "اَلْمَہْدِی" ہونے میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کامل بروز ہونے کی وجہ سے ساری دُنیا کی اصلاح سے تعلق رکھتا ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کا کامل بروز ہونے کی وجہ سے اُمت کا مسیح موعود بن کر عیسائیوں کی اصلاح کرنے والا

تھا۔ لہٰذا اس کی مہدی ہونے کی حیثیت اصل اور مقدم ہے اور مسیح ہونے کی حیثیت فرع اور متاخر ہے مگر چونکہ مسیح موعود ہی امام مہدی بھی ہے اس لئے کشف میں آنحضرت کو اُسے بحیثیت مہدی امام دکھایا گیا اور بحیثیت مسیح مقتدی۔ اور دوسری احادیث میں اس ایک شخص ہونے کی وجہ سے مسیح موعود کو ہی امام قرار دے دیا گیا ہے۔ اگر کوئی شخص ہماری اس تعبیر کو درست نہ سمجھے تو دوسری احادیث کی روشنی میں جو مسیح اور مہدی کو ایک ہی شخص قرار دیتی ہیں، پہلی قسم کی احادیث کو رد کرنا پڑے گا۔ مگر ردّ کی بجائے تطبیق کو ترجیح حاصل ہے اس لئے ہم نے اسی کو اختیار کیا ہے۔

(۱۳) مودودی صاحب کی پیش کردہ روایت ۱۲ میں ہے کہ مسیح مسلمانوں کا امام بنے گا تو جب اسے خدا کا دشمن (دجال) دیکھے گا تو دجال اس طرح پگھلنے لگے گا جیسے نمک پانی میں پگھلتا ہے۔ اگر مسیح اسے اس حالت پر چھوڑ دے تو وہ خود پگھل جائے یہاں تک کہ ہلاک ہو لیکن خدا تعالیٰ اسے مسیح سے قتل کرائے گا اور وہ مومنوں کو اپنے حربہ پر اس کا خون دکھائے گا۔

اس حدیث میں مسیح موعود کے ظہور پر دجال کی یہ حالت بیان کی گئی ہے کہ مسیح موعود کی روحانی تحریک سے ایک الٹی ہوا چلے گی کہ دجال کو یہ احساس پیدا ہو جائے گا کہ میری قوم کے معاشرہ میں مادہ پرستی آ جانے کی وجہ سے ان کی مذہبی حالت آہستہ آہستہ انحطاط پذیر ہو رہی ہے۔ اگر مسیح موعود انہیں اس حالت پر چھوڑ دیتے تو عیسائیت مادہ پرستی میں فنا ہو جاتی۔ لیکن چونکہ یہ امر اسلام کے لئے مفید نہ تھا

اس لئے مسیح موعود نے پادریوں کے خلاف اپنے اس حربہ کو استعمال کرنا تھا کہ حضرت مسیح ابن مریمؑ طبعی عمر پا کر وفات پا چکے ہیں۔ آپ نے اپنی جماعت کو اس حربہ میں عیسائیت کے موت کے آثار دکھا دیئے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ بالآخر عیسائیت ختم ہو کر اسلام میں نیا روحانی جنم لے گی۔ وما ذٰلک علی اللہ بعزیز۔

آخری گزارش

ہماری آخری گزارش اس موقعہ پر یہ ہے کہ مودودی صاحب نے مسلمانوں کو جو امید دلائی ہے کہ موجودہ ریاست فلسطین میں سے کوئی یہودی مسیح موعود کے دعویٰ کے ساتھ کھڑا ہوگا جو در اصل دجّال ہوگا اور اسے قتل کرنے کے لئے حضرت عیسٰی علیہ السلام آسمان سے اُتر آئیں گے یہ امید کبھی پوری نہ ہوگی کیونکہ خدا تعالیٰ کا مقرر کردہ مسیح موعود بروقت امت محمدیہ میں ظاہر ہو چکا ہے لہٰذا اب کوئی مسیح آسمان سے نہیں آئے گا۔ خدا کے مقرر کردہ مسیح پاک پیشگوئی فرماتے ہیں کہ

"مسیح موعود کا آسمان سے اُترنا محض جھوٹا خیال ہے۔ یاد رکھو کوئی آسمان سے نہیں اُتریگا ہمارے سب مخالف جو اب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے اور کوئی اُن میں سے عیسٰی بن مریم کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا اور پھر اُن کی اولاد جو باقی رہے گی مرے گی اور اُن میں سے بھی کوئی آدمی عیسٰی ابن مریم کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو

آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گی تب عقلمند ان کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گزر چکا اور دُنیا دوسرے رنگ میں آگئی مگر مریم کا بیٹا عیسیٰ آجتک آسمان سے نہیں اُترا۔ تب دانشمند یک دفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پُوری نہیں ہو گی کہ عیسےٰ کا انتظار کرنے والے کیا مُسلمان اور کیا عیسائی سخت نا امید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑ دیں گے اور دُنیا میں ایک ہی مذہب ہو گا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں۔ سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھُولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔"

(تذکرۃ الشہادتین مطبوعہ ۱۹۰۳ء)

—— واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین ——

(ضیاء الاسلام پریس ربوہ)

ضمیمہ علمی تبصرہ

مودودی صاحب نے اپنے رسالہ ختم نبوت میں امام غزالی علیہ الرحمۃ کی کتاب "الاقتصاد" کا ایک حوالہ اس بات کے ثبوت میں پیش کیا تھا کہ امام صاحب موصوف آیت خاتم النبیین اور لا نبی بعدی کی تاویل و تخصیص کے قائل کو کافر قرار دیتے ہیں۔ مودودی صاحب نے امام غزالی کی طرف اپنے بیان میں تحقیقاتی کمیشن کے سامنے دس سوالوں کے جواب میں یہ حوالہ عربی زبان کا پیش کیا تھا اور رسالہ ختم نبوت میں اسی عربی عبارت کا ترجمہ پیش کیا تھا۔ وہ عبارت معہ ترجمہ یہ تھی۔

عربی عبارت پیش کردہ مودودی صاحب

"اِنَّ الْاُمَّۃَ فَہِمَتْ بِالْاِجْمَاعِ مِنْ ھٰذَا اللَّفْظِ اَنَّہٗ اَفْھَمَ عَدَمَ النَّبِیِّ بَعْدَہٗ اَبَدًا وَ عَدَمَ رَسُوْلٍ بَعْدَہٗ اَبَدًا وَ اَنَّہٗ لَیْسَ فِیْہِ تَاْوِیْلٌ وَّ تَخْصِیْصٌ فَمُنْکِرُ ھٰذَا لَا یَکُوْنُ اِلَّا مُنْکِرَ الْاِجْمَاعِ۔ مِنْ اَنْوَاعِ الْہَذَیَانِ لَا یَمْنَعُ الْحُکْمَ بِتَکْفِیْرِہٖ لِاَنَّہٗ مُکَذِّبٌ لِھٰذَا النَّصِّ الَّذِیْ اَجْمَعَتِ الْاُمَّۃُ عَلٰی اَنَّہٗ غَیْرُ مَاْوُّلٍ وَ لَا مَخْصُوْصٍ"

(الاقتصاد ص ۱۱۳)

اس کا اردو ترجمہ از مودودی صاحب

"امت نے بالاتفاق اس لفظ لا نبی بعدی سے یہ سمجھا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اپنے بعد کسی نبی اور کسی

رسول کے کبھی نہ آنے کی تصریح فرما چکے ہیں اور یہ کہ اس میں کسی تاویل و تخصیص کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اب جو شخص اس کی تاویل کرکے اسے کسی خاص معنی کے ساتھ مخصوص کرے اس کا کلام محض بکواس ہے اس پر تکفیر کا حکم لگانے میں کوئی امر مانع نہیں ہے کیونکہ وہ اس نص کو جھٹلا رہا ہے جس کے متفق تمام امت کا اجماع ہے" (رسالہ ختم نبوت ص ۲۴-۲۵)

ہم نے اپنے جوابی رسالہ "علمی تبصرہ" میں لکھا تھا۔

"جن الفاظ پر ہم نے خط کھینچ دیا ہے یہ الفاظ امام غزالی پر سراسر افتراء ہیں کیونکہ ان کی کتاب الاقتصاد ص ۱۱۳ پر ہرگز ایسے الفاظ موجود نہیں جن کا ترجمہ یہ الفاظ ہو سکیں" (علمی تبصرہ ص ۱۹)

اس جگہ ہم نے مودودی صاحب سے سوال ۱ کے ذیل میں لکھا تھا:-

"کیا مودودی صاحب یا ان کے حامیوں میں یہ جرأت ہے کہ وہ خط کشیدہ عبارت مودودی صاحب کے پیش کردہ الفاظ میں الاقتصاد سے دکھا سکیں۔ ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرًا"

چونکہ ہماری طرف سے یہ پُر زور چیلنج تھا کہ مودودی صاحب امام غزالی علیہ الرحمۃ کی طرف منسوب کردہ خط کشیدہ عبارت الاقتصاد سے دکھائیں۔ اور ہم نے تحدی سے کہا تھا کہ وہ ہرگز ایسا نہیں کر سکتے۔ لہٰذا مودودی صاحب نے

اس کے بعد اپنے اس رسالہ ختم نبوت کا مضمون اپنی تفسیر تفہیم القرآن میں سورۃ احزاب کی تفسیر کے ساتھ بطور ضمیمہ شائع کرتے ہوئے امام غزالی علیہ الرحمۃ کی طرف منسوب کردہ عبارت درج کرنے کی بجائے "الاقتصاد" کی اصل عبارت درج کر دی ہے مگر اس میں وہ خط کشیدہ فقرات موجود نہیں جو مودودی صاحب نے رسالہ ختم نبوت اور تحقیقاتی کمیشن کے سامنے اپنے پیش کردہ بیان میں درج کئے تھے۔ اب مودودی صاحب کے اصل عبارت کو الاقتصاد سے پیش کرنے سے ظاہر ہو گیا کہ ان کی محرفہ عبارت الاقتصاد میں موجود نہ تھی۔ اور یہ محرفہ عبارت رسالہ ختم نبوت اور تحقیقاتی کمیشن کے سامنے اپنے بیان میں درج کر کے مودودی صاحب نے پبلک اور عدالت کو محرف عبارت امام غزالی علیہ الرحمۃ کی طرف منسوب کر کے دھوکا دیا تھا۔ ضمیمہ تفہیم القرآن میں الاقتصاد کی اس عبارت کو درج کرتے ہوئے مودودی صاحب نے اس کے صفحہ ۱۴۹ پر فٹ نوٹ میں لکھا ہے :-

> "امام غزالی کی اس رائے کو ہم ان کی اصل عبارت کے ساتھ اس لئے نقل کر رہے ہیں کہ منکرین ختم نبوت نے اس حوالہ کی صحت کو بڑے زور شور سے چیلنج کیا ہے"

اس عبارت سے مودودی صاحب یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ الاقتصاد سے اصل عبارت پیش کر کے گویا انہوں نے ہمارے اس چیلنج کو غلط ثابت کر دیا ہے

جو ہماری طرف سے بڑے زور شور سے کیا گیا تھا۔ وہ ہمیں منکرین ختم نبوت قرار دینے میں تنابز بالالقاب سے کام لے رہے ہیں کیونکہ جماعت احمدیہ آیت خاتم النبیین کے اجماعی معنوں کو تسلیم کرتی ہے۔ کیونکہ امت محمدیہ کا اجماع خَاتَمُ النَّبِیّٖن اور حدیث لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ کے معنوں پر اگر قرار دیا جائے تو اس کا مفہوم علمائے امت کے نزدیک صرف یہ ہے کہ رسُول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی تشریعی اور مستقل نبی نہیں آسکتا۔ اور یہی عقیدہ جماعت احمدیہ کا ہے۔ پس اگر مودودی صاحب جماعت احمدیہ کو منکرین ختم نبوت قرار دیں تو انہیں ان سب بزرگوں کو منکرین ختم نبوت قرار دینا پڑے گا جن کی عبارتیں ہم قبل ازیں اس رسالہ میں نقل کر چکے ہیں۔

بہرحال مودودی صاحب نے ضمیمہ سورۂ احزاب میں امام غزالی کا جو حوالہ نقل کیا ہے اس میں

"ان الامة فهمت بالاجماع من هذا اللفظ انه افهم عدم النبي بعده ابدا وعدم رسولي بعده وانه ليس فيه تاويل ولا تخصيص

کے بعد کی یہ عبارت

فكلامه من انواع الهذيان لا يمنع الحكم

بتکفیرہ لانہ مکذب لنص الذی

اجمعت الامۃ علیٰ انہ غیر ماؤل ولا مخصوص

جو انہوں نے تحقیقاتی کمیشن کے سامنے بیان میں امام غزالی کی طرف منسوب کی تھی مودودی صاحب کے ضمیمہ سورہ احزاب مندرجہ تفسیر تفہیم القرآن میں موجود نہیں۔ اسی عبارت کا ترجمہ مودودی صاحب نے اپنے رسالہ ختم نبوت پر درج کیا تھا۔

"اب جو شخص اس کی تاویل کرکے اسے کسی خاص معنی کے ساتھ مخصوص کرے اس کا کلام محض بکواس ہے جس پر تکفیر کا حکم لگانے میں کوئی امر مانع نہیں ہے کیونکہ وہ اس نص کو جھٹلا رہا ہے جس کے متعلق تمام امت کا اجماع ہے"

(رسالہ ختم نبوت ص ۲۵)

ہم امام غزالی کی کتاب الاقتصاد کے رو سے یہ ثابت کرچکے ہیں کہ ان کے نزدیک اجماع کو حجت قاطعہ ماننے میں بہت شبہات ہیں اس لئے وہ اجماع کے انکار کی بناء پر کسی کو کافر قرار نہیں دیتے بلکہ نظام معتزلی کو کافر قرار دیا جانے پر بھی انہیں اعتراض ہے جو سرے سے ہی اجماع کے منکر ہیں۔ اور نص کی تاویل کرنے والے کو بھی وہ نص کا مکذب قرار نہیں دیتے تو پھر آیت خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ اور حدیث لَانَبِیَّ بَعْدِیْ کی تاویل کرنے والے کو

وہ کیسے کافر قرار دے سکتے تھے۔ پس مودودی صاحب کے ضمیمہ میں پیش کردہ اصل عبارت نے بھی مودودی صاحب کی صحافتی دیانت اور امانت کا پردہ چاک کر دیا ہے اور رسالہ ختم نبوت اور ضمیمہ سورہ احزاب سے امام غزالی علیہ الرحمۃ کی الاقتصاد کے پیش کردہ دونوں عبارتوں کا تقابل اور موازنہ کرنے والے کے سامنے یہ بات آئینہ کی طرح سامنے آجاتی ہے کہ رسالہ ختم نبوت اور تحقیقاتی کمیشن کے سامنے امام غزالی کے حوالہ سے مودودی صاحب کی پیش کردہ عبارت سراسر محرّف تھی اور اس عبارت کا حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ کی طرف منسوب کرنا مودودی صاحب کا امام غزالیؒ پر سراسر افترا تھا۔

پس مودودی صاحب ضمیمہ سورۃ احزاب میں امام غزالی علیہ الرحمۃ کی الاقتصاد سے اصل عبارت پیش کر کے ہمارے چیلنج سے عہدہ برآ نہیں ہو سکے۔ بلکہ انہوں نے دراصل ہمارے چیلنج کے مقابلہ میں تو ہتھیار ڈال دیئے ہیں۔ مگر اس شکست کو چھپانے کے لئے ضمیمہ سورہ احزاب کے فٹ نوٹ میں انہوں نے یہ عبارت لکھ دی ہے کہ

"امام غزالی کی اس رائے کو ہم ان کی اصل عبارت کے ساتھ نقل کر رہے ہیں کہ منکرین ختم نبوت نے اس حوالہ کی صحت کو بڑے زور شور سے چیلنج کیا ہے۔"

مگر تحریف چھپانے سے چھپ نہیں سکتی۔ چنانچہ ہم اب بھی بڑے زور سے یہ اعلان کرتے ہیں کہ

مودودی صاحب کے رسالہ ختم نبوت اور تحقیقاتی کمیشن کے سامنے پیش کردہ ان کی امام غزالی علیہ الرحمۃ کی طرف منسوب کردہ عبارت انکے ضمیمہ سورۃ احزاب میں امام غزالی علیہ الرحمۃ کی پیش کردہ عبارت میں موجود نہیں۔ اور رسالہ ختم نبوت اور تحقیقاتی کمیشن کے سامنے پیش کردہ ہر دو عبارتیں محرف ہیں اور مودودی صاحب کی صحافتی دیانت و امانت کا ماتم کر رہی ہیں۔

جناب مودودی صاحب نے اب سورۃ احزاب کی تفسیر کے ساتھ ضمیمہ میں الاقتصاد کی جو عبارت درج کی ہے اس میں بھی تحریف سے کام لیا ہے جس کی وجہ سے اس کا ترجمہ بھی بگاڑ دیا ہے۔ بہر حال وہ عبارت معہ اُن کے ترجمہ کے درج کی جاتی ہے۔

"لو فتح ھذا الباب (ای باب انکار کون الاجماع حجۃ) انجر الی امور	اگر یہ دروازہ (یعنی اجماع کو حجت ماننے سے انکار کا دروازہ) کھول دیا جائے تو بڑی قبیح باتیں

شنيعة وهو
ان قائلاً لو قال يجوز ان
يبعث رسول بعد نبينا
محمد صلى الله عليه وسلم
فيبعد التوقف في تكفيره
ومستند استحالة
ذلك عند البحث تستمد
من الاجماع لا محالة
فان العقل لا يحيله
وما نقل من قوله لا
نبي بعدي ومن قوله
تعالى خاتم النبيين
فلا يعجز هذا القائل
عن تاويله فيقول
خاتم النبيين اراد
به اولو العزم من
الرسل ، فان قال :

تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ مثلاً
اگر کہنے والا کہے کہ ہمارے نبی
صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی
رسول کی بعثت ممکن ہے تو اس
کی تکفیر میں تامل نہیں کیا جا سکتا
لیکن بحث کے موقعہ پر جو شخص اس
تکفیر میں تامل کو ناجائز ثابت کرنا
چاہتا ہو اسے لامحالہ اجماع سے
کام لینا پڑیگا کیونکہ عقل اس کے
عدم جواز کا فیصلہ دیتی ہے اور جہاں تک نقل
کا تعلق ہے اس عقیدے کا قائل
لا نبی بعدی اور خاتم النبیین کی
تاویل کرنے سے عاجز نہ ہوگا۔ وہ کہیگا
کہ خاتم النبیین سے مراد اولوالعزم
رسولوں کا خاتم ہونا ہے۔ اور
اگر کہا جائے کہ النبیین کا
لفظ عام ہے تو عام کو خاص

النبيين عام فلا يبعد
تخصيص العام وقوله
لا نبي بعدي لم يرد
به الرسول وفرقٌ بين
النبي والرسول و
النبي اعلى مرتبة من
الرسول الى غير ذالك
من انواع الهذيان
فهذا وامثاله لا يمكن
ان ندعي استحالته من
حيث مجرد اللفظ فانا
في تاويل ظواهر التشبيه
قضينا باحتمالات
ابعد من هذه ولم
يكن ذالك مبطلاً
للنصوص ولكن الرد
على هذا القائل ان

قرار دے دینا اس کے لئے
کچھ مشکل نہ ہوگا اور لا نبی
بعدی کے متعلق وہ کہہ دے گا
کہ لا رسول بعدی تو نہیں کہا گیا
اور رسول اور نبی میں فرق ہے اور
نبی کا مرتبہ رسول سے بلند تر
ہے۔ غرض اس طرح کی بکواس بہت
کچھ کی جا سکتی ہے اور محض لفظ
کے اعتبار سے ایسی تاویلات کو ہم
محال نہیں سمجھتے بلکہ ظواہر تشبیہ
کی تاویل میں ہم اس سے بھی بڑھ
بعید احتمالات کی گنجائش مانتے
ہیں۔ اور اس طرح کی تاویلیں کرنے
والے کے متعلق ہم یہ بھی نہیں
کہہ سکتے کہ وہ نصوص کا انکار
کر رہا ہے لیکن اس قول کے قائل
کی تردید میں ہم کہیں گے کہ امت

الامۃ فہمت بالاجماع	نے بالاتفاق اس لفظ (لا
من ہذا اللفظ ومن	نبی بعدی) سے اور نبی کے احوال
قرائن احوالہ انہ افہم	کے قرائن سے یہ سمجھا ہے کہ
عدم نبی بعدہ ابداً	حضور کا مطلب یہ تھا کہ آپ کے
وعدم رسول اللہ ابداً و	بعد نہ کبھی کوئی نبی آئے گا نہ رسول
انہ لیس فیہ تاویل و	نیز امت کا اس پر بھی اتفاق ہے
لا تخصیص فمنکر ہذا	کہ اس میں کسی تاویل یا تخصیص کی
لا یکون الا منکر الاجماع	گنجائش نہیں ہے لہذا ایسے شخص کو
(الاقتصاد فی الاعتقاد المطبعۃ	منکر اجماع کے سوا کچھ نہیں کہا
الادبیۃ مصر صفحہ ۱۱۴)	جا سکتا۔

جناب مولوی مودودی صاحب نے شروع عبارت میں و لو فتح ہذا الباب کے آگے بریکٹ میں جو یہ الفاظ لکھے ہیں " ای باب انکار کون الاجماع حجۃ " یہ الاقتصاد کے الفاظ نہیں۔ یہ الفاظ دراصل مودودی صاحب کے خود ساختہ ہیں جن کے ذریعہ انہوں نے سیاق کلام میں تحریف کر دی ہے۔ امام غزالی یہ بتا رہے تھے کہ اجماع کے انکار کی وجہ سے ہم کسی کو کافر قرار نہیں دیں گے۔ تمہیں تو نظام معتزلی کو بھی کافر قرار دینے پر اصرار ہے جو سرے سے اجماع کے وجود ہی کے منکر ہیں کیونکہ اجماع کے حجت ہونے

میں بہت سے شبہات ہیں۔

اس کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ لو فتح ھذا الباب لانجر الی امور شنیعة یعنی اگر اجماع کو حجت قرار دے کر اس کے انکار پر تکفیر کا دروازہ کھول دیا جائے تو یہ بہت سی خرابیاں پیدا کرنے کا موجب ہوگا

مودودی صاحب نے اس اصل سیاقِ کلام کو نظر انداز کر کے اس سیاقِ کلام کے برعکس بریکٹ کی عبارت اپنے پاس سے گھڑ کر امام غزالی علیہ الرحمۃ کی طرف یہ مضمون منسوب کرنا چاہا ہے کہ اگر اجماع کے حجت ہونے سے انکار کا دروازہ کھول دیا جائے تو بڑی قبیح باتوں تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ حالانکہ امام غزالی علیہ الرحمۃ اس کے برعکس اس عبارت سے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اگر اجماع کو حجت قرار دے کر تکفیر کا دروازہ کھول دیا جائے تو اس سے بہت سی خرابیاں پیدا ہوں گی۔ پس مودودی صاحب نے امام موصوف کے کلام میں خود ساختہ بریکٹ بڑھا کر اس کے سیاق کو بگاڑنے میں سراسر تحریف سے کام لیا ہے۔ امام غزالی علیہ الرحمۃ تو اجماع کو حجت اس لئے نہیں مانتے کہ ان کے نزدیک اس کے حجت ہونے میں بہت سے شبہات ہیں اور اس جگہ یہ بتا رہے ہیں کہ اس کے حجت ہونے کا دروازہ کھولنے پر اس سے بہت سی خرابیاں پیدا ہوں گی۔ پھر مثال کے طور پر وہ ایک خرابی کا یوں ذکر فرماتے ہیں کہ مثلاً اگر کوئی کہنے والا یہ کہے کہ ہمارے محمد صلے اللہ علیہ کے بعد کسی رسول

کی بعثت جائز ہے تو اجماع کو حجت قرار دینے کی وجہ سے۔ تاقل اس کی تکفیر میں توقف نہیں ہو سکے گا۔ یہ ترجمہ ہے فیجب التوقف فی تکفیرہ کا جس سے مراد ان کی یہ ہے کہ رسُول کی آمد کے محال ہونے پر اجماع قرار دے کر اگر اس اجماع کو حجت قرار دیا جائے تو پھر رسُول کی آمد کو جائز قرار دینے والے کو فوراً کافر قرار دینا پڑے گا۔ مگر مودودی صاحب نے اس عبارت کا ایسا ترجمہ کر دیا ہے جس کا مفہوم یہ بن جاتا ہے کہ امام غزالی علیہ الرحمۃ نے ایسے شخص کی تکفیر میں تامّل کو جائز نہیں رکھا اور انہوں نے یہ فتویٰ دے دیا ہے کہ وہ شخص ایسا کہنے سے بلا تامّل کافر ہو جائے گا۔ پس فیجب التوقف فی تکفیرہ کہ "اس کی تکفیر میں تامّل نہیں کیا جا سکتا" اصل سیاق کلام کے لحاظ سے درست ترجمہ نہیں بلکہ تحریف معنوی کا ارتکاب ہے امام غزالی کا مطلب یہ ہے کہ اجماع کو حجت قرار دینے کی صورت میں ایسے شخص کو فوراً کافر قرار دے دیا جائے گا حالانکہ یہ امر شنیع اور خرابی ہے جو اجماع کو حجت قرار دینے سے پیدا ہو گی اور ایسے شخص کی تکفیر پر منتج ہو گی حالانکہ ایسے شخص کو کافر قرار دینا مناسب نہیں کیونکہ اجماع کا حجت ہونا خود مشتبہ ہے۔

اس عبارت کے بعد امام غزالی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:۔

"ومستند استحالۃ ذالک عند البحث یستمد من الاجماع لا محالۃ فان العقل لا یحیلہ وما

نَقَلَ فِيهِ مِن قَوْلِهِ لَانَبِيَّ بَعْدِي وَمِنْ قَوْلِهِ تَعَالَى
خَاتَمَ النَّبِيِّينَ فَلَا يَعْجِزُ هٰذَا الْقَائِلُ عَنْ تَأْوِيْلِهِ "

اس عبارت کا ترجمہ سیاق کے لحاظ سے یہ ہے کہ تکفیر میں توقف کو اس موقعہ پر محال قرار دینے پر اصرار کرنے والا بحث کے وقت ناچار اجماع سے حجت پکڑے گا کیونکہ عقل تو رسول کا آنا محال قرار نہیں دیتی اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے قول لانبی بعدی اور اللہ تعالےٰ کے قول خاتم النبیین کی تاویل سے وہ شخص جو رسول کی آمد کے جواز کا قائل ہے عاجز نہیں ہوگا۔

مودودی صاحب نے اس عبارت کا سیاق اپنی تحریف سے بدل دینے کی وجہ سے اس جگہ مستبعد کے لفظ کی بجائے مستبعد کا لفظ تحریف کر کے لکھدیا ہے تا یُبْعِدُ التَّوَقُّفَ فِیْ تَکْفِیْرِہٖ کا جو غلط ترجمہ انہوں نے کیا ہے اس سے اگلی عبارت کا جوڑ قائم ہوجائے پھر اس سے اگلی عبارت فَاِنَّ الْعَقْلَ لَا یُحِیْلُہٗ کا درست ترجمہ یہ ہے کہ عقل رسول کی آمد کو محال قرار نہیں دیتی۔ مگر مودودی صاحب اس کا ترجمہ لکھتے ہیں "کیونکہ عقل اس کے عدم جواز کا فیصلہ دیتی ہے" مودودی صاحب کے تبدیل کردہ سیاق کے لحاظ سے ان کے غلط ترجمہ کا یہ مفہوم بن رہا ہے کہ عقل تکفیر میں توقف کے عدم جواز کا فیصلہ دیتی ہے گویا عقل تکفیر کو جائز قرار دے رہی ہے لیکن اگلی عبارت کا مودودی

صاحب کا یہ صحیح ترجمہ جہاں تک نقل کا تعلق ہے اس عقیدے کا قائل لانبی بعدی اور خاتم النبیین کی تاویل کرنے سے عاجز نہ ہوگا۔" اُن کے فَاِنَّ الْعَقْلَ لَا یُحِیْلُہٗ کے غلط ترجمہ کو رد کر رہا ہے اور صحیح ترجمہ یہ بنتا ہے کہ عقل تو رسول کی آمد کو محال قرار نہیں دیتی، رہی نقل لانبی بعدی اور خاتم النبیین کے الفاظ سو ان کی تاویل میں ایسا شخص عاجز نہیں ہوگا جو رسول کی آمد کے جواز کا قائل ہے اور چونکہ تاویل کرنے والے کی تکفیر نہیں کی جا سکتی اور عقلاً بھی رسول کا آنا محال نہیں اس لئے رسول کی آمد کو محال ثابت کرنے والا اس شخص کی تکفیر کے لئے اجماع امت کو پیش کرے گا جس کے حجت ہونے کے بارہ میں امام موصوف بہت سے شبہات قرار دے چکے ہیں۔ چنانچہ آگے اس شخص کی تاویلات پیش کر کے مودودی صاحب کے ترجمہ کے مطابق امام غزالی بتاتے ہیں:۔

"محض لفظ کے اعتبار سے ہم ایسی تاویلات کو محال نہیں سمجھتے بلکہ ظواہر تشبیہ کی تاویل میں ہم اس سے بھی زیادہ بعید احتمالات کی گنجائش مانتے ہیں اور اس طرح کی تاویلیں کرنے والے کے متعلق ہم یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ وہ نصوص کا انکار کر رہا ہے"

پس مودودی صاحب کے اس ترجمہ سے بھی ثابت ہے کہ امام غزالی علیہ الرحمۃ نص کی تاویل کرنے والے کو نص کا مکذب نہیں جانتے کہ اس کی تکفیر جائز ہو،

کیونکہ امام غزالی اس سے پہلے وضاحت سے الاقتصاد میں لکھ چکے ہیں کہ وہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ پڑھنے والے فرقوں کو جو کسی نص کی تاویل کریں نص کا مکذّب قرار دے کر کافر نہیں ٹھہراتے۔

اس کے بعد کی عبارت میں امام غزالی علیہ الرحمۃ لکن الرّد علی ھذا القائل سے لے کر فمنکر ھذا لا یکون الا منکر الاجماع تک یہ بیان فرما رہے ہیں کہ اس بحث میں رسول کی آمد کے قائل کی تردید میں رسول کی آمد کو محال قرار دینے والا بحث کنندہ یہی کہے گا کہ امت نے بالاتفاق اس لفظ یعنی لا نبی بعدی اور خاتم النبیین سے یہ سمجھا ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا مطلب یہ تھا کہ آپ کے بعد کبھی کوئی نبی نہیں آئے گا، اور نہ کبھی رسول آئے گا اور اس میں کوئی تاویل اور تخصیص نہیں۔ سو اس صورت میں اس امر کا انکار کرنے والا صرف اجماع کا منکر ہو گا۔

اب اجماع کے منکر کے متعلق امام غزالی علیہ الرحمۃ محولہ عبارت سے پہلے بتا چکے ہیں کہ اس کے حجت ہونے میں بہت سے شبہات ہیں۔ اور اس کو حجت قرار دے کر اس کا انکار کرنے والے کی تکفیر جائز نہیں کیونکہ ہمیں تو نظّام معتزلی کی تکفیر بھی اسی وجہ سے احتراز ہے جو سرے سے اجماع کے وجود کا منکر ہے۔

پس مودودی صاحب اس عبارت سے یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ امام غزالی

علیہ الرحمۃ کے نزدیک خاتم النبیین اور لا نبی بعدی کی تاویل کرنے والا اجماع کا منکر ہونے کی وجہ سے کافر ہوگا اور اس کی تکفیر میں تامل جائز نہیں ہوگا مگر یہ نتیجہ وہ ان کی عبارت کے سیاق میں لفظی اور معنوی تحریف سے نکال رہے ہیں حالانکہ امام غزالی علیہ الرحمۃ کی محوّلہ عبارت سے یہ نتیجہ نکالنا مودودی صاحب کا امام موصوف پر افتراء عظیم ہے۔ پہلے مودودی صاحب نے رسالہ ختم نبوت میں اور تحقیقاتی کمیشن کے سامنے بیان میں ان کی محوّلہ عبارت میں خطرناک تحریف کی تھی۔ اب تیسری مرتبہ ضمیمہ تفسیر سورہ احزاب میں ان پر یہ افتراء باندھ رہے ہیں حالانکہ ان کی عبارت سے ایسے شخص کی تکفیر کا مضمون اخذ کرنا الاقتصاد کی عبارتوں کی تدریج کو کچلنے اور اس صداقت کا خون کرنے کے مترادف ہے جسے امام غزالی علیہ الرحمۃ الاقتصاد میں پیش کر رہے ہیں کہ تاویل کرنے والے کو لغت کا مکذب اور کافر قرار نہیں دیا جا سکتا اور نہ وہ اجماع کے منکر کو کافر قرار دینا چاہتے ہیں کیونکہ اجماع کے حجت ہونے میں بہت سے شبہات ہیں۔ امام غزالی علیہ الرحمۃ تو الاقتصاد میں یہ بیان فرما رہے ہیں کہ ایسے لوگ کلمہ لا الٰہ الا اللہ کے قائل ہونے کی وجہ سے کافر قرار دیا جانے سے محفوظ ہوں گے۔ ان کے نزدیک کلمہ لا الٰہ الا اللہ کے قائل مسلمان کو مذکورہ وجوہ سے کافر قرار دینا بہت بڑا گناہ ہے۔

واضح رہے کہ جماعت احمدیہ خاتم النبیین کے حقیقی معنے ختم کے لغوی معنے تاثیر الشیٔ اور اثر حاصل کے لحاظ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء کے ظہور میں موثر ذریعہ مان کر بلا تاویل و تخصیص خاتم النبیین یقین کرتی ہے اور یہی معنے حضرت مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی نے اصل اور مقدم معنے قرار دیئے ہیں اور آخری نبی ہونے کو ان معنی کے لوازم میں سے قرار دیا ہے

اب اگر خاتم النبیین کے معنے مجازی لے کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو علی الاطلاق آخری نبی قرار دیا جائے اور لا نبی بعدی میں لا نفی جنس کا قرار دے کر یہ معنے کئے جائیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کے جواز کے لئے ان ہر دو نصوص میں تاویل یا تخصیص کے بغیر چارہ نہیں ہوگا اگر یہ قول درست ہو کہ تمام امت کا اس پر اجماع ہے کہ خاتم النبیین اور لانبی بعدی میں تاویل و تخصیص نہیں تو حضرت عیسیٰ نبی اللہ علیہ السلام کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد آنے کا جواز نکالنا ان نصوص کی تاویل و تخصیص ہی ہوگا لہذا اس فتویٰ کی زد میں مودودی صاحب بھی آتے ہیں جو سابق نبی کی حیثیت میں مسیح کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد آنے کے قائل ہیں کیونکہ حدیث لانبی بعدی میں لا نفی جنس کا ہے جو اپنے عام مدلول کے

لحاظ سے علی الاطلاق نئے اور پرانے نبی کی آمد میں روک ہوگا پس خاتم النبیین اور لانبی بعدی کی موجودگی میں پرانے نبی کی آمد کا جواز نکالنا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے علی الاطلاق آخری نبی ہونے کے منافی ہے۔

اس لئے علماء کے لئے حضرت عیسٰی علیہ السلام کی آمد کی صورت میں ان نصوص کی تاویل و تخصیص کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔ لانبی بعدی کی تاویل علماء نے یہ کی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شارع نبی نہیں ہو سکتا جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو منسوخ کرے۔ لہٰذا حضرت عیسٰی علیہ السلام کی آمد میں لانبی بعدی کی حدیث روک نہیں۔ کیونکہ وہ بقول ان علماء کے آنحضرت اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے تابع ہو کر آئیں گے۔ اور آپ کے امتی ہوں گے۔ یہ اگر تاویل تخصیص نہیں تو اور کیا ہے

اس جگہ یا تو لانبی بعدی میں نبی کے عموم کو خاص مفہوم دے کر توڑا گیا ہے یا لفظ نبی کی تاویل تشریعی نبی کی گئی ہے۔ یہی حال خاتم النبیین کے معنی مطلق آخری نبی ترک کر کے تاویل و تخصیص سے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی آمد کا جواز نکالنے کا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پیدا ہونے میں آخری نبی ہیں یا شریعت لانے میں آخری نبی ہیں۔ یہ معنی النبیین کے عموم کی سراسر تخصیص ہیں۔ پس یہ سب تاویل و تخصیص کرنے والے بموجب فتوٰی مودودی صاحب کافر قرار پائے

اور خود مودودی صاحب بھی اپنے اس فتوٰی کی زد میں ہیں ہے

اصل حقیقت یہ ہے کہ اُمّت کا اجماع صرف اس بات پر ہوا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی تشریعی اور مستقل نبی نہیں آ سکتا امت محمدیہ میں مسیح موعود نبی اللہ غیر تشریعی نبی ہوگا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا امتی بھی۔ اس اجماع میں جماعت احمدیہ شریک ہے۔ ہمیں اختلاف زمانہ حال کے علماء سے مسیح موعود کی صرف شخصیت میں ہے اس کے اس منصب پر آنے میں اختلاف نہیں کہ وہ ایک پہلو سے نبی ہوگا اور ایک پہلو سے امتی۔ ایسے نبی کا آنا علماء نے ختم نبوت کے منافی نہیں جانا۔

پس جماعت احمدیہ کو ختم نبوّت کا منکر اور اجماع اُمّت کا منکر قرار دینا محض مودودی صاحب کا افتراء ہے۔

ضروری تصحیح

سہو کتابت سے کتاب میں دو جگہ یعنی صفحہ ۵۱، صفحہ ۱۲۱ پر امام غزالیؒ کی طرف مولوی ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کی منسوب کردہ محرّف عبارت کے الفاظ وَمَنْ اَوَّلَہٗ بِتَخْصِیْصٍ خط کشیدہ عبارت سے پہلے رہ گئے ہیں۔ پس ان الفاظ کو فکلامہ من انواع الھذیان کے الفاظ سے پہلے پڑھا جائے۔

کتابت بقلم احقر العباد شاہ محمد خوشنویس